إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ — عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ

قادیان دارالامان

ٹیلیفون نمبر ۹۱

THE DAILY

ALFAZL QADIAN.

جلد ۲۸ | ۴ محرم ۱۳۵۹ھ | ۱۳ ماہ تبلیغ ۱۳۱۹ھش | ۱۳ فروری سنہ ۱۹۴۰ء | نمبر ۳۷

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ — ھُوَ النَّاصِرُ

مَنْ اَنْصَارِيْ اِلَى اللّٰهِ

رقم فرمودہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

دوستوں کو معلوم ہے۔ کہ سال ششم کے وعدوں کے لکھوانے کی مدت قریب الاختتام ہے۔ یہ سال دس سالہ تحریک جدید کے نصف آخر کا پہلا سال ہے۔ اس لئے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اور احباب کو چاہیئے۔ کہ اس وقت کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے خاص توجہ سے نئے وعدے کرنے اور سابق وعدوں کو پورا کرنے کی طرف توجہ کریں۔ احباب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ:-

۱- آپ لوگوں نے خلافت جوبلی کی تقریب منا کر اور احمدیہ جھنڈے کی تجویز کر کے خدمتِ اسلام کا ایک نیا عہد کیا ہے۔ جو آپ کے موہنہ نے کہا۔ آپ کا عمل اس کے مطابق بلکہ اس سے بڑھ کر ہونا چاہیئے :-

۲- دُنیا اس وقت ایک خطرناک جنگ میں مبتلا ہے۔ جس کے اسباب مادی ہیں۔ ایک مومن کو ان لوگوں کی قربانیوں کو دیکھ کر غیرت میں آنا چاہیئے۔ اور اُن سے بڑھ کر قربانیوں کا نمونہ دکھانا چاہیئے :-

۳- مومن کا قدم کبھی پیچھے نہیں پڑتا۔ بلکہ آگے پڑتا ہے۔ ہر وُہ شخص جس نے تحریک جدید میں حصہ لیا۔ اس کا ایمان اس سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ وُہ اس سے زیادہ وعدہ کرے۔ اور زیادہ عمدگی سے ادا کرے۔ اور جس نے پہلے وعدہ نہیں کیا۔ یا ادا نہیں کیا اس کا ایمان تقاضا کرتا ہے۔ کہ وُہ اب وعدہ کرے۔ یا پہلے وعدہ کو جلد سے جلد پورا کرے :-

۴- احباب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ وُہ اس تحریک میں حصہ لے کر اشاعتِ اسلام کی مستقل عمارت کی بنیاد رکھتے ہیں۔ اور جو خدا کے لئے گھر بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے دُنیا اور آخرت میں گھر بناتا ہے :-

۵- ہماری اولادیں خدا انہیں نیک کرے ہو سکتا ہے کہ ہمارے لئے بُری یادگار رہوں لیکن یہ یادگار وُہ ہے۔ کہ ہمیشہ ثواب اور عزت کا موجب ہوگی۔ اور بعید نہیں۔ کہ اس یادگار کے طفیل اللہ تعالیٰ ہماری اولادوں کو بھی نیک ہی رکھے :-

۶- پس اے دوستو۔ مرنے سے پہلے اور وقت کے ہاتھ سے نکل جانے سے پہلے اس تحریک میں حصہ لے لو۔ کہ اس امت پر یہ دن پھر نہ آئیں گے :-

۷- آج خدا تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھلے ہیں۔ کل خدا جانے کیا حال ہوگا پس ہمت کرو اور اس عظیم الشان تحریک میں ہمت بڑھ کر حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کرو۔

۸- یہ نہ انتظار کرو۔ کہ دوسرے آگے بڑھیں۔ تو قدم اٹھاؤ گے۔ اگر آپ کے عہدہ دار سست ہیں۔ تو خود ہی وعدہ لکھ کر بھجوا دیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی تحریک کریں۔ تا کہ دوسروں کے ثواب میں بھی حصہ دار ہو جائیں :-

۹- تحریک جدید کے عہدہ داروں کو اپنی ذمہ واری کا احساس چاہیئے۔ کہ اپنی زندگی کے ایام میں سے ان چند ایام کو تو خدا تعالیٰ کے لئے وقف کر دیں۔

۱۰- یاد رہے۔ کہ وعدہ لکھوانے کی آخری مدت ہندوستان کے لئے ۱۵ فروری ہے اور وعدہ ڈاک میں ڈالنے کی آخری مدت ۱۶ فروری ہے :-

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ والسلام۔ خاکسار:- مرزا محمود احمد۔

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۱- ماہ تبلیغ سنہ ۱۳۱۹ھش۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بوجہ آشوب چشم ناساز ہے۔ دعائے صحت کی جائے :-

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے ابھی تک دائیں ہاتھ کی ہتھیلی اور کلائی میں درد نقرس کی وجہ سے علیل ہیں۔ احباب حضرت ممدوح کی صحت کے لئے دعا کریں :-

صاحبزادہ مرزا انور احمد سلمہ اللہ تعالیٰ ابن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو بخار ہو گیا ہے۔ دعائے صحت کی جائے :-

خاندان خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ میں خیریت ہے :-

۹- ماہ تبلیغ ڈاکٹر محمد نثار اللہ خان صاحب سب چارج نور ہسپتال کے ہاں خدا تعالیٰ نے لڑکا عطا کیا۔ احباب دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ صاحبِ عمر اور خادم دین بنائے :-

کل دوپہر۔ منشی عبید اللہ صاحب مہاجر سیالکوٹی محلہ دارالبرکات نے اپنے لڑکے مسٹر عبدالسلام صاحب بی اے کے ولیمہ کی دعوت دی۔ جس میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند افراد اور بعض اور اصحاب شامل ہوئے :-

وصیتیں

نمبر ۵۵۴۴:- منکہ پیر محمد ولد ابراہیم قوم ارائیں پیشہ زمیندارہ عمر ۵۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۶ء ساکن چک ۱۵۲ ڈاکخانہ ہارون آباد ضلع بہاولنگر ریاست بہاولپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۲۹ ۱۲/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے۔

ایک مربعہ چک ۱۵۲ ضلع بہاولنگر جس کی قسطیں ابھی ادا کر رہا ہوں اور ۲ کنال واقعہ رسول پور کلاں ضلع جالندھر ایک مکان ۵ مرلہ جس کے نصف کا میں مالک ہوں جس کی مالیت یعنی زمین و مکان کی چار صد روپیہ اندازاً ہے۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں مربعہ مذکور کی آمد کا دسواں حصہ بھی دیتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:- پیر محمد بقلم خود

گواہ شد:- چوہدری فتح محمد سکرٹری مال

گواہ شد:- عطا محمد محرر صدر انجمن احمدیہ قادیان

نمبر ۵۵۰۹:- منکہ عبدالحمید ولد عبدالکریم قوم انصاری پیشہ ملازمت عمر ۴۰ سال پیدائشی احمدی ساکن کوئٹہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۳ ۱۲/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائداد نہیں اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ ۲۵/- روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط

العبد:- عبدالحمید کلرک آرسنل کوئٹہ کوڈنگ گروپ (بلوچستان)

گواہ شد:- عبدالمجید عاجز سکرٹری وصایا بی۔ ڈبلیو۔ ایس۔ ایکس نیس سٹور آرسنل کوئٹہ

گواہ شد:- شیخ فضل حق تاجر کتب کوئٹہ

نمبر ۵۱۲۹:- منکہ مرزا امیر احمد ولد مرزا ولایت بیگ قوم مغل پیشہ ملازمت عمر قریباً ساڑھے بیس سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان حال کراچی بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۲۰ ۶/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میرا گذارہ میری ماہوار آمد بصورت تنخواہ ۳۵/- روپے پر ہے۔ میں انشاء اللہ اس کا دسواں حصہ ماہ بماہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اگر میرے مرنے کے بعد میری جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائداد نہیں ہے۔

العبد:- مرزا امیر احمد معرفت حسن خان بلڈنگ سولجر بازار کراچی

گواہ شد:- عبدالکریم احمدی عفا اللہ عنہ سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ کراچی

گواہ شد:- عبدالقادر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

نمبر ۵۵۲۳:- منکہ عبیداللہ ولد شرف دین پیشہ معمولی عمر ۱۹ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۴ء ساکن قادیان دارالبرکات بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۲۷ ۱۱/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ ایک مکان واقعہ دارالبرکات مع چوبارہ اندازاً قیمتی ایک ہزار روپیہ ہے۔ اور ایک قطعہ زمین واقعہ دارالبرکات شرقی دس مرلہ قیمتی اندازاً ایک صد روپیہ اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز اگر میری وفات کے وقت کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری آمد کوئی نہیں ہے

العبد:- عبیداللہ بقلم خود

گواہ شد:- احمد دین بقلم خود پسر موصی

گواہ شد:- عبدالکریم بقلم خود پسر موصی۔

نمبر ۵۵۲۶:- منکہ غلام احمد فرخ ولد شیخ غلام قادر صاحب قوم ککے زئی پیشہ تبلیغ عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۱۵ ۱/۴۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائداد نہیں البتہ مجھے بطور مبلغ ۳۰/- روپے ماہوار ملتے ہیں۔ بوجہ وقف زندگی پندرہ روپے فیصدی ادا کرتا رہوں گا۔ اگر قواعد کے مطابق اس میں کوئی کمی بیشی ہوتی۔ تو اس کے مطابق ادا کرتا رہوں گا اس کے علاوہ میری وفات کے وقت اگر کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:- غلام احمد فرخ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان

گواہ شد:- عبدالقادر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

گواہ شد:- محمد طفیل خان عفا اللہ عنہ بقلم خود ٹیچر مدرسہ احمدیہ قادیان

نمبر ۵۵۲۷:- منکہ قمر الدین ولد چوہدری بدر دین صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۲۱ ۱/۴۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ پچیس روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی فقط

العبد:- قمر الدین ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

گواہ شد:- محمد ابراہیم ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔

گواہ شد:- مرزا منیر احمد

نمبر ۵۵۲۸:- منکہ سید محمد ناصر شاہ ولد حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب قوم سید گیلانی پیشہ ملازمت عمر تقریباً ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۱۳ ۱/۴۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری موجودہ جائداد کوئی نہیں کیونکہ میرے والد ماجد بزرگوارم بفضلہ تعالیٰ زندہ ہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمدنی مبلغ پندرہ روپے ماہوار ہے میں اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا اگر میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:- خاکسار سید محمد ناصر شاہ محرر بہشتی مقبرہ قادیان

گواہ شد:- عطا محمد محرر بہشتی مقبرہ قادیان

گواہ شد:- جلال الدین امین کارکن محکمہ دارالقضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان

یوم التبلیغ کیلئے نہایت مفید لٹریچر

غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کے لئے تین ماہ امان ۱۳۱۹ ہش مطابق ۳ مارچ سنہ ۱۹۴۰ء یوم التبلیغ منایا جائیگا اس کے لئے نظارت دعوۃ و تبلیغ نے نہایت مفید لٹریچر۔ اردو انگریزی ہندی۔ گورمکھی میں تیار کیا ہے احباب کو چاہئیے۔ کہ اپنے اپنے حلقہ تبلیغ کے لحاظ سے یہ لٹریچر منگائیں۔ جو نہایت سستا ہے۔ اس کے متعلق تفصیلی اعلان گزشتہ پرچہ میں شائع ہو چکا ہے

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۱۰ فروری۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ ایک برطانوی تباہ کن جہاز نے دو جرمن آبدوزوں کو غرق کر دیا ہے۔ یہ آبدوزیں برطانیہ کے کانوائے جہازوں پر حملے کر رہی تھیں۔

بخارسٹ ۱۰ فروری۔ حکومت رومانیہ نے اپنی حفاظت کے لئے سرحد پر نہایت مضبوط مورچے قائم کر لئے ہیں جنہیں کیرول لائن کا نام دیا گیا ہے۔ خیال ہے کہ ان مورچوں کی موجودگی میں رومانیہ پر کوئی فوری حملہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔

لنڈن ۱۰ فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ فن لینڈ کے شمالی علاقہ کی ایک بندرگاہ میں چند جرمن جہاز دیکھے گئے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ روسی آبدوزوں کو ایندھن مہیا کرنے کی غرض سے وہاں مقیم ہیں۔

ٹوکیو ۱۰ فروری۔ آج وزیر خارجہ نے پارلیمنٹ میں اعلان کیا۔ کہ حکومت جاپان جنوبی سمندروں میں کسی علاقہ پر قبضہ کی خواہاں نہیں۔ اور اس لئے ڈچ ایسٹ انڈیز کے متعلق حکومت ہالینڈ کے ساتھ عدم اقدام جارحانہ کا معاہدہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ البتہ ان علاقوں کے قدرتی ذرائع سے فائدہ اٹھانے سے جاپان باز نہیں رہ سکتا۔

لاہور ۱۰ فروری۔ پنجاب اسمبلی نے صوبہ میں دیوانی اور فوجداری اختیارات کی حامل پنچائتیں قائم کرنے کا جو بل پاس کیا تھا۔ آج گزٹ میں اعلان کیا گیا ہے کہ گورنر جنرل نے اس کی منظوری دیدی ہے۔

دہلی ۱۰ فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گاندھی وائسرائے کی ملاقات کی ناکامی کی وجہ سے چونکہ آئینی تعطل جلد ختم ہونے کی امید نہیں۔ اس لئے حکومت ہند نے برطانوی پارلیمنٹ سے درخواست کرنے کا فیصلہ کیا ہے کہ ہندوستان میں آئینی تعطل میں ایک سال کا اضافہ کرنے کے لئے بل پاس کر دے۔

پشاور ۱۰ فروری۔ گذشتہ شب سے قبائلیوں نے پشاور۔ بنوں اور ڈیرہ اسمٰعیل خان کے مابین ٹیلیفون اور تاروں کا سلسلہ بالکل منقطع کر دیا ہے اب پیغامات راولپنڈی کے رستہ بھیجے جا رہے ہیں۔

اٹاری ۱۰ فروری۔ آج یہاں آل انڈیا اکالی کانفرنس کا انعقاد ہوا صدر کانفرنس جتھیدار تیجا سنگھ کا ایک ایک میل لمبا جلوس نکالا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں اسی ہزار لوگ شریک تھے۔ جلسہ میں بھی حاضری پچاس ہزار کے قریب تھی۔ بابو ہردیال سنگھ بھی اس موقعہ پر موجود تھے

دہلی ۱۰ فروری۔ مرکزی اسمبلی کے کانگرسی ممبروں نے فیصلہ کیا ہے کہ چھ مارچ کے اجلاس میں شریک ہوں۔ تا ان کی نشستوں کو خالی شدہ قرار دے کر دوبارہ انتخابات کا اعلان نہ کر دیا جائے۔

لنڈن ۱۰ فروری۔ روم سے ریڈیو پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ روس اور فن لینڈ کی جنگ میں فریقین ثالثی کی پیشکش پر اظہار پسندیدگی کر رہے ہیں اس سلسلہ میں مزید تفاصیل کا انتظار ہے

چنگکنگ ۱۰ فروری۔ چینی فوجی حکام کا بیان ہے۔ کہ جب سے جاپان کے ساتھ جنگ شروع ہے۔ بحری۔ بری اور فضائی لڑائیوں میں جاپان کے پندرہ لاکھ سپاہی مارے جا چکے ہیں۔

لنڈن ۱۰ فروری۔ جرمن ریڈیو سے جرمنی کے امیر البحر نے ایک پیغام براڈکاسٹ کرتے ہوئے کہا ہے کہ برطانیہ کی طرف سے جرمنی کی ناکہ بندی کے سلسلہ میں غیر جانبدار ممالک کے رویہ کو جرمنی بہ نظر عمیق دیکھ رہا ہے۔ اور عنقریب اپنے رویہ کا اظہار کرے گا۔

استنبول ۱۰ فروری۔ ترکی کے تمام سرکاری و غیر سرکاری اسلحہ سازی کارخانوں میں کام کرنے والے جرمن کاریگروں کو حکومت نے برخواست کر دیا ہے۔ اور انہیں جرمنی بھیج دیا جائے گا۔

دہلی ۱۰ فروری۔ آل انڈیا ہندو مہا سبھا کے صدر مسٹر ساورکر نے کہا ہے کہ وائسرائے کے ساتھ گاندھی جی کی ملاقات کی ناکامی کی صورت میں اب میرا وائسرائے سے ملنا بے سود ہے۔

لنڈن ۱۰ فروری۔ ہیلسنکی سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ روسی فوجیں تین ہفتوں سے ایک محاذ پر پڑی ہیں۔ اور ہر لڑائی میں پسپا ہوئی ہیں۔ فنوں نے ان کے سینکڑوں ہوائی جہاز نیچے گرا لئے ہیں

آج دارالعوام میں ہندوستان کی سیاسی صورت حالات کے متعلق سرکاری بیان کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ حکومت کی طرف سے گاندھی جی اور مسٹر جناح کے ساتھ وائسرائے کی ملاقاتوں کا حال بیان کر دیا گیا۔ اور دہلی سے جو مشترکہ بیان شائع کئے گئے تھے وہ پڑھ کر سنا دیئے گئے

دہلی ۱۰ فروری۔ مرکزی اسمبلی میں ایک سوال کے جواب میں حکومت کی طرف سے کہا گیا۔ کہ جرمنی میں مقیم ہندوستانیوں کی نظر بندی۔ گرفتاری یا سزایابی وغیرہ کے متعلق اسے کوئی علم نہیں۔ بہ آغاز جنگ پر جرمنی کو چھوڑتے وقت جن ہندوستانیوں سے نقدی وغیرہ چھین لی گئی تھی۔ اس کی واپسی یا ہرجانہ کا سوال جب تک کہ جنگ جاری ہے۔ نہیں چھیڑا جا سکتا۔ یہ بین الاقوامی قوانین کے مطابق ہے۔

ایک سوال کے جواب میں کہا گیا۔ کہ یکم اکتوبر سے ۳۱ دسمبر ۱۹۳۹ء تک قبائلیوں نے صوبہ سرحد میں ۳۴ فوجی اور ۱۸ شہری ہلاک اور ۲۶ فوجی و ۳ شہری مجروح کر دیئے ہیں۔ قبائلی علاقہ آزاد نہیں۔ بلکہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے رو سے گورنر جنرل باجلاس کونسل کے ماتحت ہے۔ بعض جگہوں میں قبائلیوں سے مالیہ بھی وصول کیا جاتا ہے۔ گذشتہ سال ان لوگوں نے ۱۲۱ مرد ۹ عورتیں اور ۲۳ بچے اغوا کئے۔ صرف ۱۳ کیسوں میں ۲۲۲۵ روپیہ زر فدیہ وصول کیا حکومت ان لوگوں پر جو امن پسند اقوام والی پابندیاں لگانے کے لئے تیار نہیں

پیرس ۱۰ فروری۔ کل فرانسیسی پارلیمنٹ نے فیصلہ کیا تھا کہ ایک خفیہ اجلاس منعقد کیا جائے۔ ۲۲۷ ووٹ اس کے خلاف اور ۲۶۳ حق میں تھے وزیر اعظم نے اعلان کیا۔ کہ میرے نزدیک ایسے اجلاس بے فائدہ ہیں۔ گذشتہ دنوں برطانوی پارلیمنٹ کا خفیہ اجلاس ہوا تھا۔ مگر اگلے ہی روز ایک جرمن اخبار نے اس کی رپورٹ شائع کر دی تھی۔

پونا ۱۰ فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر ساورکر کی کوشش سے اچھوت لیڈر ڈاکٹر امبیدکر نے ہندو مہا سبھا میں شمولیت اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے مسٹر ساورکر پارسیوں اور دوسری اقلیتوں کو بھی ساتھ ملانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

دہلی ۱۰ فروری۔ حکومت ہند نے ایک اعلان کے ذریعہ ۱۱ مارچ تک سے ۳۲ غیر جانبدار ممالک کے مال کا داخلہ ہندوستان میں ممنوع قرار دے دیا ہے۔ اگر قونصل جنرل اس امر کی تصدیق کرے۔ کہ یہ مال دشمن کے ملک سے نہیں آیا۔ تو داخلہ کی اجازت مل جائے گی۔

لنڈن ۱۰ فروری۔ آج محکمہ ہوائی نے اعلان کیا ہے کہ ایک جرمن بمبار طیارہ فرمو آف

نارتھ ویسٹرن ریلوے
تعطیلات محرم کے لئے رعایت

آنے والی محرم کی تعطیلات کے لئے نارتھ ویسٹرن ریلوے واپسی ٹکٹ جو ۲۶ فروری ۱۹۴۰ء تک کار آمد ہو سکیں گے۔ بشرح ذیل ۱۰ فروری سے ۱۹ فروری ۱۹۴۰ء تک جاری کئے جائیں گے۔ بشرطیکہ یک طرفہ مسافت سو میل سے زائد ہو۔ یا ایک سو ایک میل کا رعائتی کرایہ ادا کر دیا جائے۔

اول اور دوم درجہ ۱½ کرایہ
درمیانہ اور سوم درجہ ۱½ کرایہ

چیف کمرشل منیجر لاہور

نارتھ ویسٹرن ریلوے

بوائے فائرمینوں گریڈ ۳۰-۵-۲/۳۵-۲ کی سات اسامیوں کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں۔ یکم مئی ۱۹۴۰ء کو عمر سولہ اور بیس سال کے درمیان ہونی چاہیئے۔ درخواستیں ڈویژنل دفاتر میں مقررہ فارم پر ۱۶ مارچ ۱۹۴۰ء سے قبل پہنچ جانی چاہئیں۔ درخواست کنندہ کا کم سے کم تعلیمی معیار میٹریکولیشن (سیکنڈ ڈویژن) یا اس کے مترادف کوئی ڈگری ہونی چاہئے۔ درخواستوں کے ساتھ چال چلن کے سرٹیفکیٹ۔ تعلیمی قابلیت اور کھیلوں میں قابلیت کے سرٹیفکیٹ کی مصدقہ نقول شامل ہونی چاہیئے۔ اگر پوری تفصیلات درکار ہوں۔ تو جنرل منیجر نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور کو ایک لفافہ ارسال کریں۔ جس پر اپنا پتہ درج ہو اور ٹکٹ چسپاں کیا گیا ہو۔ اور اس کے بائیں بالائی کنارہ پر "Vacancy For Boy Fireman" لکھا ہو۔

جنرل منیجر

ضروری اعلان

چوہدری احمد مختار صاحب احمدی ایجوکیشنل اسسٹنٹ کوآپریٹو سوسائیٹیز لاہور کو جماعت ہائے احمدیہ لاہور۔ شیخوپورہ۔ لائل پور۔ جھنگ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لئے آنریری آڈیٹر مقرر کیا گیا ہے۔ وہ ان جماعتوں کے حسابات کی پڑتال فرمائیں گے۔ عہدہ داران مال ان سے تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال قادیان

وی۔ پی آرہے ہیں

حسب اعلان ۱۰ ماہ تبلیغ ۱۳۱۹ ہش مطابق ۱۰ فروری ۱۹۴۰ء کو ان اصحاب کے نام وی پی ارسال کر دیئے گئے۔ جن کا چندہ ۲۰ فروری تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ جن اصحاب نے چندہ ارسال فرما دیا تھا۔ یا ادائیگی کے متعلق وعدہ کیا ہے۔ ان کے نام وی۔ پی روک لئے گئے ہیں۔ وعدہ کرنے والے اصحاب کو جلد سے جلد قیمت ارسال کر دینی چاہیئے جن دوستوں نے نہ رقم ارسال کی۔ اور نہ ادائیگی کے متعلق کوئی اطلاع دی ہے۔ ان کے نام وی۔ پی ارسال کر دیئے گئے ہیں۔ وہ انہیں ضرور وصول فرمالیں۔ موجودہ حالت میں جبکہ سخت مالی مشکلات درپیش ہیں۔ احباب کو چاہئے۔ کہ وی۔ پی واپس کر کے دفتر کو نقصان نہ پہنچائیں۔ خاکسار منیجر الفضل۔

یوم تبلیغ کیلئے بہترین روحانی تحائف

تین مارچ ۱۹۴۰ء کو غیر مسلموں میں یوم تبلیغ ہے۔ اس روز مندرجہ ذیل روحانی تحائف انہیں دیکر اجر عظیم کے وارث بنیئے۔

قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ یہ ترجمہ تبلیغی دنیا میں بالکل نئی چیز ہے اور غیر مسلم دوستوں کو دینے کے لئے بہترین روحانی تحفہ سائز کلاں صفحات قریباً آٹھ سو مجلد چھپائی اعلےٰ گھر کی لاگت فی کاپی قریباً پانچ روپے۔ مگر تبلیغ کی خاطر برائے نام ہدیہ کاغذ بڑھیا اڑھائی روپے کاغذ سری رامپوری ایک روپیہ آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ

قرآن شریف کا ہندی ترجمہ غیر مسلم دوستوں کو دینے کے لئے نادر و نایاب روحانی تحفہ سائز کلاں صفحات قریباً آٹھ سو کاغذ و چھپائی اعلےٰ جلد سنہری گھر کی لاگت فی کاپی ساڑھے پانچ روپے مگر تبلیغ کی خاطر بکاغذ بڑھیا قیمت دو روپے آٹھ آنے کاغذ سری رامپوری درجہ اول دو روپے محصولڈاک علاوہ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت غیر مسلم دوستوں کو دینے کے لئے بہترین روحانی تحفہ گورمکھی دان علماء وفضلاء نے اسے بیحد پسند کیا۔ سائز درمیانہ صفحات قریباً پانچسو پچاس جلد سنہری چھپائی بڑھیا گھر کی لاگت فی کاپی ایک روپیہ آٹھ آنے سے زیادہ مگر تبلیغ کی خاطر کاغذ بڑھیا ۱۱/ کاغذ سری رامپوری ۸/ محصولڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ:- منیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

الفضل کا جوبلی نمبر مفت حاصل کریں

"الفضل" کا جوبلی نمبر جو خلافت ثانیہ کے عہد مبارک کے متعلق بیش بہا اور ایمان افروز مضامین کا مرقع ہے۔ اور جس میں تین درجن کے قریب فوٹو بھی ہیں ان احباب کو مفت دیا جائے گا۔ جو الفضل کے مستقل خریدار بنیں گے۔ جو احباب "جوبلی نمبر" مفت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ آج ہی قیمت ارسال کر کے یا وی۔ پی کی اجازت دے کر الفضل کے خریدار بن جائیں۔

الفضل کا جوبلی نمبر غیر احمدی اور غیر مبائع اصحاب میں تبلیغ کا ایک مؤثر ذریعہ ہے

جو اصحاب ان لوگوں میں تقسیم کرنے کے لئے متعدد پرچے منگائیں گے۔ ان سے نصف قیمت یعنی چار آنے فی پرچہ علاوہ محصولڈاک لی جائے گی۔

منیجر الفضل

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا [illegible]

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

کی

دہلی میں تشریف آوری اور روانگی

دہلی ۸ تبلیغ - (بذریعہ ڈاک) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بروز پیر کراچی سے دہلی تشریف لائے۔ اور دو روز قیام فرما کر واپس کراچی تشریف لے گئے۔ حضور کی آمد پرائیویٹ تھی۔ احباب جماعت اچانک تشریف آوری کی خبر سنکر باغ باغ ہوگئے۔ اور حضور کے دیدار فرحت آثار سے مسرور ہوئے واپسی کے وقت سٹیشن پر آنریبل سر محمد ظفر اللہ خان صاحب۔ ڈاکٹر ایس۔ اے لطیف صاحب چودھری بشیر احمد صاحب سب جج۔ شیخ اعجاز احمد صاحب سب جج۔ حافظ عبدالسلام صاحب امیر جماعت احمدیہ شملہ بابو نذیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ دہلی مع احباب کے جم غفیر کے موجود تھے۔ حضور نے سب سے مصافحہ فرمایا۔ اور دعا فرمائی۔ گاڑی حضرت امیر المومنین زندہ باد۔ حضرت فضل عمر زندہ باد۔ اور اللہ اکبر کے نعروں کے درمیان روانہ ہوئی۔ خاکسار غلام حسنین سیکرٹری جماعت احمدیہ دہلی

ڈیرہ غازیخاں میں تنسیخ نکاح کا مقدمہ

ڈیرہ غازیخاں ۸ تبلیغ (بذریعہ ڈاک) ۲۹ صلح سے ۶ تبلیغ تک اس مقدمہ تنسیخ نکاح کی پیشی تھی۔ جو غیر احمدیوں کی طرف سے ایک احمدی کے خلاف بعدالت جناب سینئر سب جج صاحب بہادر دائر ہے۔ ۲۹ تاریخ ہماری طرف سے پہلے گواہ چودھری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر پیش ہوئے۔ بیان کے بعد دو دن تک چودھری صاحب پر جرح ہوتی رہی۔ چودھری صاحب کے مکرر بیان کے بعد ہمارے دوسرے گواہ مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل پیش ہوئے۔ ان کا بیان دو روز تک جاری رہا۔ ۶ تبلیغ کو ان پر جرح ہوئی۔ ابھی غیر احمدیوں کی طرف سے جرح جاری ہے۔ مگر مقدمہ آئندہ پیشی کے لئے ملتوی ہوگیا۔ اگلی پیشی ۹ ماہ امان سے ۱۱ امان تک مقرر ہوئی ہے۔ ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم پلیڈر گجرات بھی شہادت کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ مگر جرح کے لمبا ہو جانے کے باعث وہ پیش نہ ہوسکے۔ بیان کرانے اور جرح کرنے کا فرض فریقین کے مختار با سداد وکلاء ادا کر رہے ہیں۔ مولوی محمد اعظم صاحب بوتالوی بروقت حوالہ جات پیش کرتے رہے۔ کمرۂ عدالت میں دوران گفتگو میں غیر احمدی مختار مولوی ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری نے کہا۔ کہ جن غیر مسلموں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں پہونچا وہ مسلمان ہیں۔ ایک مرحلہ پر جبکہ حیات و وفات مسیح پر بحث ہو رہی تھی۔ میں نے کہا۔ کہ جب غیر احمدیوں کے اہم ترین گواہ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی کہہ گئے ہیں۔ کہ مسیح کو جسمانی طور پر آسمان پر زندہ ماننا ضروریات دین میں سے نہیں ہے۔ تو اب اس پر مزید شہادت کی کیا ضرورت ہے۔ غیر احمدیوں کی طرف سے انکار کیا گیا۔ اور عدالت نے بھی حوالہ چاہا۔ میں نے مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کے اصل بیان میں سے وہ حوالہ نکال کر سامنے رکھ دیا۔ اس حوالہ کو دیکھ کر غیر احمدی مولویوں کے رنگ فق ہوگئے۔ اور کمرۂ عدالت میں سناٹا چھا گیا۔ اس مرتبہ شہادت سننے کے لئے حاضرین بہ نسبت سابق زیادہ تعداد میں آتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرح کے جوابات دینے میں خوب تبلیغ ہوئی۔ جماعت احمدیہ ڈیرہ غازیخاں و احباب کوٹ قیصرانی بالخصوص سردار امیر خان صاحب مستحق شکریہ ہیں جنہوں نے وفد کی مہمان نوازی بہترین طریق پر کی جزاہم اللہ احسن الجزاء

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا پتہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھیجنے والے خطوط اور تاروں پر صرف "کراچی صدر" تحریر کرنا کافی ہے۔

چندہ تحریک جدید بابت سال ششم میں حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کا مزید عطیہ

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا اعلان من انصاری الی اللہ کے متعلق حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طرف سے تحریری ارشاد ملا۔ کہ میں حضرت صاحب کی تحریک پر پچاس روپیہ کا اضافہ کرتی ہوں۔ یعنی بجائے ۲۰۰ کے ۲۵۰ روپیہ ادا کروں گی۔ سیدہ ام وسیم احمد صاحب حرم حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے سال ششم کے لئے ۱۲ روپے کا اضافہ ہوا۔ جزاہم اللہ احسن الجزا فی الدنیا والآخرۃ

احباب کو یاد رہے۔ کہ مومن کا قدم پیچھے نہیں پڑتا۔ بلکہ آگے بڑھتا ہے ہر وہ شخص جس نے تحریک جدید میں حصہ لیا۔ اب اس کا ایمان اس سے مطالبہ کرتا ہے کہ پہلے سے زیادہ وعدہ کرے۔ (کیا آپ نے سال ششم کا وعدہ پیش کر دیا۔ اگر نہیں تو انتظار کس بات کا ہے۔ آخری تاریخ میں صرف گنتی کے چند دن رہ گئے ہیں۔ آپ اس اعلان کو پڑھ کر فوراً سیکرٹری کو وعدہ لکھوا دیں۔ یا براہ راست حضور کی خدمت میں پیش کر دیں) اور جس نے پہلے وعدہ نہیں کیا یا ادا نہیں کیا۔ اس کا ایمان تقاضا کرتا ہے۔ کہ وہ اب وعدہ کرے۔ اگر آپ پہلے پانچ سالوں میں شامل نہیں ہوسکے۔ تو اب حضور کے ارشاد کی تعمیل میں وعدہ کر سکتے ہیں۔ اور گزشتہ پانچ سال کا وعدہ کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پانچ ہزاروالی فوج میں شامل ہوسکتے ہیں۔ مبارک ہیں وہ جو اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ کیونکہ ان کا نام ادب و احترام سے ہمیشہ اسلام کی تاریخ میں زندہ رہے گا۔ پس اے دوستو آج خدا تعالےٰ کی رحمت کے دروازے کھلے ہیں۔ ہمت کرو اور اس عظیم الشان تحریک میں ہمت سے بڑھ کر حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کرو۔ فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

جماعت احمدیہ کھاریاں کا سالانہ جلسہ

جماعت احمدیہ کھاریاں کا سالانہ جلسہ ۱۷، ۱۸ فروری کو منعقد ہوگا۔ جس میں اردگرد کی احمدی جماعتوں کے احباب کو کثرت سے شریک ہونا چاہیئے۔ اس جلسہ میں مرکز سے جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ گیانی واحد حسین صاحب اور مہاشہ محمد عمر صاحب مولوی فاضل شریک ہوں گے۔ اور جلسہ کے ختم ہونے کے بعد مبلغین اردگرد کی احمدی جماعتوں میں تبلیغ کے لئے جائیں گے۔

خاکسار۔ سعد الدین ایم۔ اے کھاریاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ ماہ تبلیغ ۱۳۱۹ ہش

اسلام میں نیچی نگاہ رکھنے کی پُر حکمت تعلیم

اسلام نے اپنے پیرؤوں کو نہ صرف اخلاقی اور روحانی پاکیزگی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور بار بار مختلف رنگوں میں اس کی اہمیت واضح کی ہے۔ بلکہ اس کے حصول کے ذرائع اور طریق بھی بتلائے ہیں اور جو امور سدِ راہ ہو سکتے ہیں۔ ان سے بچنے کی ہدایت بھی کی ہے۔ آج اگر دُنیا کا کثیر حصہ اسلام کے ان احکام پر عمل نہیں کرتا۔ اور ان سے فائدہ نہیں اُٹھاتا۔ تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے۔ کہ اسلامی احکام ناقص۔ اور غیر مفید ثابت ہو چکے ہیں۔ اور ان کے مقابلہ میں بہترین اور فائدہ بخش طریق عمل ایجاد کر لیا گیا ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ اخلاقی اور روحانی طور پر عام لوگ اس قدر گر چکے ہیں۔ کہ ہر قسم کی بُرائی اور عیب کا ارتکاب نہ صرف ان میں ندامت اور شرمندگی کا احساس نہیں پیدا کرتا۔ بلکہ وُہ اس پر فخر کرتے اور کھلے بندوں ہر قسم کی بے حیائی۔ اور بے غیرتی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اس قسم کے حالات جہاں ہر اس شخص کے لئے جو انسانی پاکیزگی کی قدر و قیمت جانتا ہے۔ اور انسانیت و بہیمیت میں امتیاز کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ نہایت ہی افسوسناک ہیں۔ وہاں ان سے یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ یہ تعلیم اسلام کی خلاف ورزی کا نتیجہ ہے۔ اگر اسلامی تعلیم کو پیش نظر رکھا جائے اور اسلام نے جو احکام دیئے ہیں۔ ان پر عمل کیا جائے تو قطعاً دُنیا کی اخلاقی حالت اس درجہ ابتر نہ ہو جتنی کہ اب ہو چکی ہے۔ اور بے حیائی و بدکاری اس قدر نہ پھیل سکے جتنی کہ اس وقت پھیلی ہُوئی ہے۔

اگرچہ ہر شریف اور غیرت مند انسان کی خواہش ہے۔ کہ دُنیا جن حالات میں سے اب گزر رہی ہے۔ ان کی اصلاح ہو جائے۔ اور ہر طرف پاکیزہ اخلاق اور اعلےٰ عادات کا دَور دورہ ہو۔ بُرائیوں اور بدکاریوں کا قلع قمع ہو جائے اور ان سے پیدا ہونے والے بد نتائج سے لوگ بچ جائیں۔ اس کے لئے وُہ اپنے اپنے رنگ میں کوشش بھی کرتے ہیں۔ لیکن انہیں کامیابی نہیں ہوتی۔ اور اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک اسلامی اصُول کی پابندی نہ کی جائے۔ اور ان کو عمل میں نہ لایا جائے کیونکہ اسلامی اصُول اس خالقِ کل کے بیان فرمُودہ ہیں۔ جس نے ہر چیز کو پیدا کیا۔ اور جو ہر چیز کے ذرہ ذرہ کا علم رکھتا ہے۔ پس وہی بتا سکتا ہے۔ کہ انسان کسی بُرائی اور فتنہ سے کس طرح بچ سکتا اور کیونکر اخلاق۔ اور رُوحانیت کے اعلےٰ مدارج حاصل کر سکتا ہے۔

دراصل اگر ہر قسم کی آلائشوں اور گردوپیش کے بُرے اثرات سے علیحدہ ہو کر انسانی فطرت اور عقل سے کام لیا جائے۔ تو یہ ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا۔ کہ اسلام نے اخلاقی پاکیزگی کے لئے جو تعلیم دی ہے۔ اس سے بہتر کوئی طریق عمل ہو ہی نہیں سکتا۔ اس کا تازہ ثبوُت اس جواب سے بھی ملتا ہے۔ جو گاندھی جی نے "ایک غریب آدمی" کے سوال پر اپنے اخبار "ہری جن" میں شائع کیا۔ اور جس کا ترجمہ اردو اخبارات میں چھپا ہے۔ گاندھی جی کو ایک شخص نے لکھا۔ کہ:-

"میں غریب آدمی ہُوں۔ ریل میں نوکر ہُوں۔ اور بڑے مخمصے میں مبتلا ہوں۔ بس جب بھی باہر جاتا ہُوں۔ تو کسی خوبرو کا چہرہ دیکھ کر بے قرار ہو جاتا ہُوں۔ میرا سارا ضبط کافور ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی تو مجھے یہاں تک ڈر لگتا ہے۔ کہ کہیں میرے ہاتھوں کوئی بد تہذیبی نسرزد نہ ہو جائے۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ میں نے خودکشی کا عزم کیا۔ لیکن میری شریف بیوی نے مجھے بچا لیا۔ اس نے مجھے یہ راہ دکھائی۔ کہ جب کبھی باہر جاؤں۔ اسے ساتھ لے جاؤں اس تجویز پر عمل تو کیا۔ لیکن یہ تجویز ہر موقعہ پر قابلِ عمل نہیں۔ اکثر ناامید ہو کر میں سوچا کرتا ہُوں۔ کہ اپنی آنکھوں کو نکال کر پھینک دُوں۔ لیکن بیوی کا خیال آتے ہی رُک جاتا ہُوں۔ آپ خدا کے بندے ہیں۔ کیا کوئی طریق سمجھا سکتے ہیں؟"

اس کے جواب میں گاندھی جی نے لکھا "آپ کو معلُوم ہونا چاہیئے۔ کہ آپ جیسا ہی حال بہت سے لوگوں کا ہے آنکھوں کی بدکاری ایک عام بیماری ہے جو روز بروز ترقی پذیر ہے۔ یہاں تک کہ اُسے ایک طرح کا وقار حاصل ہو گیا ہے۔ لیکن ان باتوں سے آپ کو تسلی نہیں ہونی چاہیئے۔ آپ کی عورت بہادر ہے۔ آپ کو اس کے ساتھ بے وفائی نہیں کرنی چاہیئے ایسا کرنے سے تو شادی ایک کھیل ہو جائیگا آپ کو اپنے دُشمن شہوانی قوت سے ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیئے۔ اپنے دل میں اس خیال کو قائم کیجئے۔ کہ ہر غیر عورت آپ کی سگی بہن ہے۔ گندہ لٹریچر۔ سینما۔ اور اخباروں کے صفحات کو سیاہ کرنے والی جذبات انگیز تصاویر کو دیکھنا چھوڑ دیجئے!"

ان الفاظ میں جہاں گاندھی جی نے اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ کہ آنکھوں کی بدکاری ایک ایسا مرض ہے۔ جو روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ اور اس حد کو پہونچ گیا ہے۔ کہ اس کے مریض اس پر فخر رکھتے ہیں۔ وہاں انہوں نے بعض باتیں بیان کی ہیں۔ کہ اگر ان پر عمل کیا جائے۔ تو وہ ایک حد تک خیالاتِ فاسد کو پیدا ہونے سے روک سکتی ہیں۔ لیکن اصل مرض کو دُور نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ جب اس مرض کا اصل منبع آنکھیں ہیں جیسا کہ گاندھی جی سے علاج دریافت کرنے والے کے الفاظ سے بھی ظاہر ہے تو جب تک آنکھوں کے محفوظ رہنے کا کوئی طریق نہ بتایا جائے۔ مرض کس طرح دُور ہو سکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس بات کو گاندھی جی نے بھی محسوس کیا ہے۔ اور اس کے متعلق انہوں نے جو علاج بتایا ہے۔ وُہ وُہی ہے۔ جو اسلام نے آج سے تیرہ سو سال قبل پیش کیا۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے "۔ نگاہیں نیچی کر کے چلا کریں"۔

اسلام نے اس بارے میں جو تعلیم دی ہے اور جس پر عمل کرنے کی اپنے پیرؤوں کو تلقین کی ہے۔ وُہ یہ ہے۔ کہ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ۔ یعنی مسلمان مردوں سے کہدو۔ کہ وُہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لئے بہت پاکیزہ طریق عمل ہے۔ کیونکہ یہ خدا نے بتایا ہے۔ وُہ سب کچھ جانتا ہے۔ جو وُہ کرتے ہیں۔ یہی حکم عورتوں کو بھی دیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ یعنی اپنے اوپر کپڑا اس طرح اوڑھا کریں۔ کہ ان کی زیب و زینت غیر مردوں پر ظاہر نہ ہو مردوں عورتوں کو اپنی اپنی آنکھیں نیچی رکھنے کے علاوہ عورتوں کو اپنی زینت چھپا کر رکھنے کا حکم ایسی احتیاط ہے جس سے آنکھیں نیچی رکھنے میں بہت بڑی مدد مل سکتی ہے اور انسان ٹھوکر سے بچ سکتا ہے۔

اب غور کیجئے۔ کہ اسلام نے چند الفاظ میں جو حکم دیا ہے۔ اور جس کی حکمت اور اہمیت آج گاندھی جی بھی دُنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں وہ دُنیا کی اخلاقی اور روحانی اصلاح کے لئے کس قدر ضروری

میری بیعت پر مولوی محمد علی صاحب کے اعتراضات

از جناب خان بہادر مولوی غلام حسن خانصاحب پشاوری

اخبار "پیغام صلح" کے پرچہ مورخہ ۵ فروری سنہ ۱۹۴۰ء میں مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے میری بیعت پر ایک ۲ صفحہ مضمون شائع ہوا ہے۔ یہ ایک عجیب تصرف الہٰی ہے کہ اس سے قبل الفضل میں میرا ۴ فروری کا تحریر کردہ مضمون نکل چکا ہے۔ الفضل کا یہ نمبر ۶ فروری کی صبح کو قادیان سے شائع ہوا تھا اور مولوی صاحب کا مضمون جو پیغام صلح میں چھپا ہے۔ وہ ۶ فروری کی شام کو میری نظر سے گزرا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا ایسا تصرف ہوا ہے۔ کہ جو سوالات مولوی محمد علی صاحب نے اپنے اس مضمون میں اٹھائے ہیں ان کا جواب بعض کا تفصیلاً اور بعض کا اجمالاً میرے مضمون میں پہلے سے آ چکا ہے۔ اور امید ہے۔ کہ جب مولوی محمد علی صاحب کو میرا مضمون پہونچے گا۔ تو وہ اس مضمون میں اپنے سوالات کا تسلی بخش جواب پائیں گے۔

افسوس ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے مضمون میں بعض جگہ طعن آمیز رنگ اختیار کیا ہے۔ مگر میں اس سے اغماض کرتے ہوئے بعض ان امور کی تشریح کر دینا چاہتا ہوں۔ جو مولوی صاحب نے اٹھائے ہیں۔ اور جن کا اجمالی جواب میرے سابقہ مضمون میں موجود ہے۔ مگر مزید تشریح کی ضرورت ابھی باقی رہتی ہے۔ سب سے پہلے مولوی محمد علی صاحب نے اس سوال کو اٹھایا ہے۔ کہ گویا میرے خیالات پہلے کچھ اور تھے اور اب کچھ اور ہو گئے ہیں۔ اصولاً تو اس اعتراض کا صرف اس قدر جواب کافی ہے۔ کہ کوئی تبدیلی خواہ وہ فوری ہو یا لمبے زمانہ پر پھیلی ہوئی ہو۔ محض تبدیلی ہونے کے لحاظ سے قابل اعتراض نہیں سمجھی جا سکتی۔ جب تک کہ یہ ثابت نہ کیا جائے۔ کہ وہ اپنی ذات میں قابل اعتراض ہے۔ خود مولوی محمد علی صاحب کی سابقہ تحریرات میں بڑی کثرت اور شد و مد کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق رسول اور نبی کے الفاظ پائے جاتے ہیں۔ اور اب خواہ مولوی محمد علی صاحب اس کی کچھ ہی توجیہہ کریں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ان کی موجودہ تحریرات میں یہ رنگ نہیں پایا جاتا۔ اگر مولوی صاحب کی یہ تبدیلی ان کے نزدیک قابل اعتراض نہیں تو میری کوئی تبدیلی جو بصیرت اور دلائل پر مبنی ہو۔ وہ کس طرح قابل اعتراض سمجھی جا سکتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ رب زدنی علماً۔ اور علم کی ترقی بھی ایک رنگ کی تبدیلی ہے۔ مگر کوئی عقلمند اس تبدیلی کو قابل اعتراض نہیں سمجھ سکتا۔

حق یہ ہے کہ میں نے جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی بیعت اختیار کی ہے تو جیسا کہ میں اپنے سابقہ مضمون میں تشریح کر چکا ہوں۔ وہ تین وجوہات پر مبنی ہے۔

اول۔ یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعض الہامات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ صدر انجمن کا انتظام وقتی اور عارضی تھا۔ جو حضرت مسیح موعودؑ نے اس وقت کے حالات کے ماتحت اپنی رائے سے قائم کیا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس انتظام کو مٹا کر اس کی جگہ اپنے پسند کردہ نظام خلافت کو قائم کر دیا۔ اور ایسا تصرف فرمایا۔ کہ خود ارکان صدر انجمن کے ہاتھ سے ہی یہ تبدیلی عمل میں آئی۔ جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا احترام بھی قائم رہا۔ اور خدا کی مشیت بھی پوری ہو گئی۔ اس کی تائید میں میں اپنے سابقہ مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو واضح الہامات جو حقیقۃ الوحی (صفحہ ۱۰۵ طبع دوم) میں بالکل پاس پاس درج ہیں بیان کر چکا ہوں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انجمن کے نظام کو مٹا کر اس کی جگہ خلافت کے نظام کو قائم کر دیا

دوسری دلیل۔ جو مجھے قادیان میں آ کر نظر آئی۔ وہ اس تائید اور نصرت الہٰی سے تعلق رکھتی ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی قیادت میں مرکزی جماعت کو حاصل ہوئی ہے۔ اور ہو رہی ہے۔ اور چونکہ مذہبی اختلافات میں سب سے بڑی دلیل خدا تعالیٰ کی عملی اور فعلی شہادت ہوا کرتی ہے۔ اس لئے میں نے اس شہادت کو قبول کر کے بیعت اختیار کی مولوی محمد علی صاحب کا یہ فرمانا کہ ان کی انجمن کو قرآن مجید کا ترجمہ چھاپنے اور بعض اور کتب کی اشاعت کی توفیق ملی ہے۔ میری اس دلیل کو باطل نہیں کرتا۔ محض بعض کتب کی اشاعت کوئی فیصلہ کن امر نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کے ترجمے اور تفاسیر تو بعض غیر مسلموں نے بھی شائع کئے ہیں اور دوسری طرف قادیان کی جماعت کی طرف سے بھی نہایت عمدہ لٹریچر شائع ہو رہا ہے۔ اور قرآنی علوم کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔ اور خدا نے چاہا تو تفسیر کی صورت میں بھی ترجمہ قرآن کریم کی اشاعت ہو جائے گی۔ مگر جس بات کو میں نے لیا ہے وہ خدا کی فعلی شہادت ہے جو نصرت اور تائید الہٰی کی صورت میں ظاہر ہو رہی ہے۔ جس کی وجہ سے مولوی محمد علی صاحب کے رفقاء تو اب بھی اسی جگہ کھڑے ہیں جس جگہ وہ آج سے چھبیس سال پہلے کھڑے تھے۔ بلکہ شاید بعض لحاظ سے گر گئے ہیں۔ مگر مرکزی جماعت کو اللہ تعالیٰ ہر رنگ میں ترقی دے رہا اور برومند کر رہا ہے۔

تیسری وجہ میری بیعت کی یہ ہوئی ہے کہ میری توجہ اس طرف مبذول ہوئی کہ اسلام کا یہ منشاء ہے۔ کہ باوجود اختلافات رکھنے کے انسان کو چاہیئے۔ کہ وہ جماعت میں منسلک ہو کر رہے۔ چنانچہ حضور نے فرمایا ہے اتبعوا سواد الاعظم نیز فرمایا تلزم الجماعۃ مولوی محمد علی صاحب کا یہ کہنا۔ کہ میں قادیان میں جا کر کثرت سے مرعوب ہو گیا ہوں خوش فہمی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ جو دلائل میری بیعت کے ہیں۔ وہ تین اور واضح ہیں۔ جن میں کسی بات سے مرعوب ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا

ضمناً میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ مولوی محمد علی صاحب نے جو اصول کثرت اور قلت کے متعلق بیان کیا ہے۔ اس میں ان کو سخت غلطی لگی ہے. قرآن شریف کے جس اصول کو انہوں نے جماعت کی اندرونی حالت پر لگایا ہے۔ وہ مرسلین کے ماننے والوں اور انکار کرنے والوں کے باہمی مقابلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ نہ کہ ایک مامور کی جماعت کے اندرونی اختلافات سے۔ اگر مولوی صاحب کے اصول کو اسی قدر وسعت حاصل ہے۔ جو مولوی صاحب نے بیان کی ہے۔ تو پھر یہ ماننا پڑیگا کہ ہر حال میں ہر کثرت ہر قلت کے مقابل پر غلطی خوردہ ہوتی ہے۔ جو بالبداہت باطل ہے۔ مثلاً کیا مولوی صاحب اس بات کو ماننے کے لئے تیار ہیں۔ کہ ان کی انجمن میں ہر فیصلہ قلت رائے سے طے پانا چاہیئے۔ یا یہ کہ صحابہ نے جو فیصلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر کثرت رائے سے ایک خلیفہ کے انتخاب کے متعلق کیا۔ اس کے مقابل پر بعض انصار کی یہ قلت رائے درست تھی۔ کہ دو خلیفے ہونے چاہئیں؟ مجھے افسوس ہے۔ کہ جو نتیجہ مولوی صاحب نے قرآن شریف کی آیات سے نکالا ہے۔ وہ ایک سطحی خیال سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔

مولوی محمد علی صاحب نے اپنے مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک کشف کا بھی ذکر کیا ہے۔ جس میں ایک شخص زمین پر اور ایک شخص چھت کے قریب بیٹھا ہوا نظر آیا تھا۔ اور ان دونوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک لاکھ فوج کی استمداد کی تھی۔ مگر زمین والا شخص خاموش رہا۔ اور چھت کے قریب والے شخص نے ایک لاکھ کی تعداد سے عذر کر کے پانچ ہزار آدمیوں کے پیش کرنے کا وعدہ کیا۔

مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یہ زمین والا شخص خلیفہ ثانی ہیں۔ اور چھت کے قریب والا شخص خود مَیں ہُوں۔ کیونکہ میری اتباع میں پانچہزار نفوس کام میں لگے ہُوئے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکا۔ کہ اس کشف سے مولوی محمد علی صاحب نے اپنے حق میں کس طرح استدلال کیا ہے۔ کیونکہ اول تو چھت کے قریب والے شخص نے جس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جواب دیا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ کوئی فرشتہ ہے جو انسانی صُورت میں نظر آیا ہے۔ کیونکہ اس کے الفاظ یہ ہیں:- کہ:-

"ایک لاکھ فوج نہیں ملے گی۔ مگر پانچہزار سپاہی دیا جائے گا"

یہ الفاظ اور اس فقرہ کا لب ولہجہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ یہ کسی ماتحت انسان کا جواب نہیں۔ بلکہ کسی خدائی فرشتے کا جواب ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوال پر ایک بالا حاکم کا فیصلہ پیش کر رہا ہے۔ اور اگر اس سے انسان ہی مُراد لیتے ہیں۔ تو کیوں نہ حضرت خلیفۂ اول اور حضرت خلیفہ ثانی مراد لئے جائیں۔ خلیفہ اول کے وقت میں گو جماعت کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔ مگر جماعت میں کام کرنے والوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔ اور اندرونی اختلافات کی وجہ سے بیرونی تبلیغ کا کام کمزور تھا۔ اس لئے وُہ حضرت مسیح موعودؑ کے سوال پر اپنے حالات کو دیکھتے ہُوئے خاموش رہے۔ مگر حضرت خلیفہ ثانی کے وقت میں خدا کے فضل سے جماعت کو اس قدر قوت اور وسعت حاصل ہو گئی۔ کہ اسے پانچہزار کارکن پیش کرنے کی ہمت اور طاقت مل گئی۔ اور دوسرے شخص کو چھت کے قریب دکھانے میں بھی اسی ترقی کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے۔ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ میں ایک چھوٹا ڈول دکھایا گیا۔ اور ان کے ہاتھوں میں ضعف بھی نظر آیا مگر حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں ڈول بہت بڑا ہو گیا اور باوجود بڑا ہو جانے کے انہوں نے اسے قوت اور طاقت کے ساتھ کھینچا:۔

ایک اور دلیل جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے، کہ اس کشف کے وُہ معنی نہیں ہو سکتے۔ جو مولوی محمد علی صاحب نے لئے ہیں۔ یہ ہے۔ کہ اس کشف میں حضرت مسیح موعودؑ ہر دو اشخاص کے پاس مدد حاصل کرنے کے لئے گئے ہیں۔ اگر جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب کا خیال ہے۔ حضرت خلیفہ ثانی جماعت میں فساد پیدا کرنے والے اور فاسد خیالات پر قائم ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود کا ان کے پاس استمداد کے لئے جانا کیا معنی رکھتا ہے۔ پس ثابت ہُوا۔ کہ یہاں ایک ہی طریق کے دو شخص مُراد ہیں جن میں سے ایک نے بوجہ حالات کی مجبوری کے خاموشی اختیار کی۔ اور دُوسرے نے پانچہزار کارکن پیش کر دیا۔ اور دونوں شخصوں کا ایک ہی عمارت کے اندر ہونا بھی ان کے ایک ہی طریق پر ہونے کو ظاہر کرتا ہے کیونکہ عمارت سے نظام مُراد ہے۔ لیکن حضرت خلیفہ ثانی اور مولوی محمد علی صاحب کی عمارتیں اس وقت جدا جدا ہیں۔ پھر ایک لاکھ کے عدد سے بھی اسی خیال کی تائید ہوتی ہے۔ کہ اس جگہ کسی ایسے شخص سے استمداد ہو رہی ہے۔ جس کے پاس تعداد کے لحاظ سے ایک لاکھ آدمی موجود ہے۔ ورنہ یہ سمجھا جائیگا۔ کہ حضرت مسیح موعود نے ایک بے معنی سوال کیا۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب کے پاس تعداد کے لحاظ سے ایک لاکھ آدمی موجود ہی نہیں۔ پھر ان سے ایک لاکھ کا مطالبہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ پھر کشف میں سپاہی کا لفظ بھی مولوی محمد علی صاحب کے خیال کو رد کرتا ہے۔ کیونکہ بقول مولوی صاحب ان کے جملہ ساتھیوں کی تعداد پانچہزار ہے۔ جس میں بچے عورتیں اور دین کی راہ میں جہاد نہ کرنے والے غافل اور سُست قسم کے لوگ شامل ہیں۔ کیا اس قسم کے پانچہزار افراد سپاہی کہلا سکتے ہیں؟ اس کے مقابل پر حضرت خلیفہ ثانی نے اپنی وسیع جماعت میں سے پانچہزار مجاہد سپاہی واقعی پیش کر دکھایا ہے۔ بہر حال میری نظر میں اس کشف میں کوئی امر مولوی صاحب کی تائید میں نظر نہیں آتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مولوی محمد علی صاحب نے اپنے مضمون میں کفر اور اسلام کا سوال بھی اٹھایا ہے۔ مگر چونکہ میرے سابقہ مضمون میں اس سوال کا جواب پہلے سے موجود ہے۔ اس لئے مجھے اس کے متعلق زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ میرے نزدیک یہ مسئلہ ایسا پیچیدہ نہیں ہے جیسا کہ اسے بنایا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود خدا کے مامور اور رسول تھے۔ اس لئے آپ کا منکر وُہی رنگ رکھتا ہے۔ جو خدا کے دُوسرے رسولوں کے منکر رکھتے ہیں۔ لیکن اگر وُہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہے اور شریعت قرآنیہ پر ایمان لاتا ہے۔ تو ظاہراً اور عرفاً اسے مسلمان ہی کہا جائے گا۔ کیونکہ اسلام کی ظاہری اور عرفی تعریف کلمہ شریفہ ہے۔ اور جو شخص بھی کلمہ گو ہے۔ وُہ اس ظاہری اور عرفی تعریف کے نیچے آتا ہے لیکن اگر باوجود اس کے وُہ مسیح موعود اور مامور وقت کا منکر ہے۔ تو اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ کفر دون کفر کے اصول کے ماتحت وُہ اس دائرہ میں اپنے اوپر کفر عائد کرتا ہے۔ پس اس معاملہ میں میرے خیالات فی الجملہ یہی ہیں۔ جو میں نے بیان کر دیئے ہیں۔ لیکن مجھے تعجب ہے کہ مولوی صاحب اس قسم کے سوالات کیوں اٹھاتے ہیں۔ جن کے پیدا کرنے میں کوئی خاص فائدہ متصور نہیں ہے:۔

اب میں اس سوال کا جواب دینا چاہتا ہُوں۔ جو مولوی محمد علی صاحب نے شیخ غلام محمد صاحب کے متعلق کیا ہے۔ گو اس سوال کے اٹھانے کی بھی غرض وغایت میری سمجھ میں نہیں آئی۔ بہر حال میرا جواب صاف ہے۔ کہ میں شیخ غلام محمد صاحب کو اس رنگ میں مخاطب کرتا رہا ہُوں کہ جس طرح کہ شیخ صاحب اپنی ذات کو سمجھتے ہیں۔ نہ اس طرح جس طرح کہ میں ان کو سمجھتا ہوں۔ علاوہ ازیں شیخ غلام محمد صاحب ایک خاص منصب کے مدعی ہیں۔ اور اپنے دعوے کی بنیاد الہام پر بیان کرتے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور اسوہ سے ہمیں پتہ لگتا ہے۔ کہ جب تک ہمیں کسی شخص کے خلاف کوئی بات ثابت نہ ہو۔ ہمیں اس کے متعلق حسن ظنی کے مقام پر قائم رہنا چاہیئے۔ حتیٰ کہ ابن صیاد کے متعلق بھی آنحضرت صلعم نے یہی طریق اختیار کیا اور اس کے اس دعوے پر کہ میں خدا کا رسول ہُوں آپ نے یہ الفاظ فرمائے۔ کہ میں خدا کے سب رسولوں کو مانتا ہُوں۔ پس اگر میں نے اپنے خطوط میں شیخ غلام محمد صاحب کے متعلق حسن ظنی کا پہلو اختیار کیا۔ تو اس میں اعتراض کی کیا بات ہے۔ ہاں یہ ظاہر ہے کہ ابھی تک شیخ صاحب کا دعوے صرف دعوے کی حد تک محدود ہے۔ اور جب تک ایک دعوے کوئی عملی نتیجہ نہ پیدا کرے۔ اور خدا کی فعلی شہادت اسے حاصل نہ ہو جائے۔ اس وقت تک اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

باقی رہا حضرت خلیفۂ ثانی کا مصلح موعود ہونا۔ سو اس کے متعلق میں نے اپنے سابقہ مضمون میں یہ ہی بیان کر دیا تھا کہ گو حضرت خلیفۂ ثانی نے میرے علم میں ابھی تک مصلح موعود کا دعوےٰ نہیں کیا لیکن کام ضرور ایسا کر دکھایا ہے جو مصلح موعود کے شایان شان ہے۔ اس سے زیادہ میں اس بارہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا:۔

بالآخر میں مولوی محمد علی صاحب سے یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ میرے متعلق انہیں خواہ مخواہ عقائد اور مسائل کا سوال نہیں اٹھانا چاہیئے۔ کیونکہ جب میں دیانتداری کے ساتھ یہ ظاہر کر چکا ہُوں۔ کہ مجھے ابھی تک بعض مسائل میں حضرت خلیفۂ ثانی سے اختلاف ہے۔ لیکن باوجود اس قلیل اختلاف کے میں ان کے اصُول کے مطابق اور اپنی ضمیر سے ہدایت لینے کے بعد خدا کی قولی اور فعلی شہادت کو دیکھ کر ان کی بیعت میں داخل ہُوا ہُوں۔ تو پھر میرے متعلق اس قسم کے مسائل کا سوال اٹھانا ہرگز پسندیدہ نہیں سمجھا جاسکتا۔ حضرت خلیفۂ ثانی تو مامور نہیں ہیں بلکہ حضرت مسیح موعود نے بھی جو مامور اور مرسل تھے نواب محمد علی خان صاحب کو بعض اختلافات کے باوجود بیعت کی اجازت دی تھی۔ حالانکہ نواب صاحب شیعہ خیالات رکھتے تھے جنہیں صحیح اسلامی عقائد سے بہت بُعد ہے۔ تو پھر میرے معاملہ میں یہ صورت کس طرح قابل اعتراض ہو سکتی ہے۔ اور اس کی بناء پر اعتراضات اُٹھانا کس طرح جائز سمجھا جاسکتا ہے۔ بلکہ میں بڑی ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ مولوی محمد علی صاحب سے بھی تحریک کروں گا کہ اب جبکہ وُہ بھی اپنی آخری عمر میں پہنچ رہے ہیں۔ وُہ اپنا محاسبہ کر کے اس بات پر غور فرمائیں۔ کہ کیا جماعت کا اتحاد اور وحدت کی برکات اور خدائی نصرتوں سے مستفید ہونے کے مواقع اس قابل نہیں۔ کہ اپنے بعض اختلافی عقائد کے باوجود جماعت کے ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہونے دیا جائے۔ مولوی محمد علی صاحب کے جذبات میرے متعلق خواہ کچھ ہوں۔

میری ہمدردی اور نیک نیتی صرف اسی ایک بات سے ظاہر ہے۔ کہ جب بیعت کے بعد میں نے حضرت خلیفۃ ثانی سے پہلی ملاقات کی۔ تو اس ملاقات میں میں نے حضرت خلیفہ صاحب سے مولوی صاحب کی ہدائت کے متعلق خصوصیت کے ساتھ دعا کے لئے عرض کیا تھا۔ اور میں خود بھی دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ مولوی صاحب کو پھر مرکزی سلسلہ کے جھنڈے کے نیچے لے آئے۔ اور الوصیت کے منشا کے ماتحت سب کو ملکر کام کرنے کی توفیق دے۔ اٰمین

میں مولوی صاحب کی تسلی کے لئے انہیں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ اصول کہ بعض امور میں اختلاف کے باوجود جماعت کے ساتھ اتحاد ہوسکتا ہے۔ اور ہونا چاہیئے۔ صرف حضرت خلیفۃ ثانی اور حضرت مسیح موعودؑ کا بیان کردہ ہی نہیں بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اسکی تعلیم دی ہے۔ بلکہ تاکید فرمائی ہے چنانچہ حدیث میں تکرار کے ساتھ آتا ہے۔ کہ اختلاف رکھتے ہوئے بھی جماعت اور سواد اعظم کا ساتھ دینا چاہیئے۔

پس میں پھر دوبارہ مولوی محمد علی صاحب سے یہی کہوں گا۔ کہ اگر آپ کو بعض مسائل میں شرح صدر نہیں۔ تو پھر بھی آپ اختلافات کو حوالہ بخدا کرتے ہوئے مرکز کے ساتھ پیوند اختیار کریں میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ آپ کا اس میں کیا نقصان ہے۔ اگر آپ مرکز کے ماتحت ہو کر خدمتِ دین کا کام کریں۔ آپ نے خواہ مخواہ ایک گناہ کا طریق اختیار کر رکھا ہے جو خدا کو پسند نہیں آپ کا یہ خیال کہ اختلافی مسائل کے ہوتے ہوئے بیعت نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں مرشد و مرید کے درمیان یہ پیچیدگی پیدا ہوتی ہے سراسر غلط فہمی پر مبنی ہے۔ جس کی وجہ سے آپ نے اس سادہ مسئلہ کو ایک گورکھ دھندا بنا دیا ہے۔ گر مجھے اس بحث کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ علم

فضیلت اسلام

مکالمہ ومخاطبہ الہٰیہ کا سلسلہ قیامت تک جاری رہیگا

مذہب کا ایک اہم اصل مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ اپنی مرضی اور اپنا منشاء اپنے برگزیدہ نفوس پر اپنے الہام اور کلام کے ذریعہ ظاہر کیا کرتا ہے۔ یہ مسئلہ تمام مذاہب عالم کے نزدیک مسلّم ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس میں بہت سی غلطیوں کی آمیزش کردی گئی ہے۔ مثلاً ہندو مذہب تسلیم کرتا ہے۔ کہ ایشور نے اپنا کلام نازل کیا۔ مگر ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ایشور کا کلام صرف ایک مرتبہ ہندوستان کے چار رشیوں پر نازل ہوا۔ اس کے بعد اس نے انسان کے ساتھ سلسلہ مکالمہ و مخاطبہ کو ہمیشہ کے لئے بند کردیا۔ یہودی بھی خدا تعالےٰ کا کلام اس کے برگزیدہ بندوں پر نازل ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ مگر کہتے ہیں۔ کہ خدا کا کلام صرف بنی اسرائیل سے مختص تھا۔ باقی تمام اقوام اس سے محروم ہیں۔ عیسائی بھی یہودیوں کی طرح خدا کے مکالمہ و مخاطبہ کے معتقد ہیں۔ مگر کہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح کے حواریوں کے ساتھ ہی وہ سلسلہ کلام بند ہوگیا۔ اور اب اس سے کسی فرد کو حصہ نہیں مل سکتا۔ مگر اسلام کی تعلیم اس غلطی سے بالکل مبرا ہے۔

کیونکہ وہ یہ کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ اپنے برگزیدہ بندوں کو مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کرتا رہا۔ اور آئندہ کے لئے بھی اس کی یہ قدیم سنت جاری ہے۔ اور یہ وہ اصل ہے جو اسلام کو جملہ مذاہب عالم پر افضل ثابت کرتا ہے اور اس زمانہ میں اسلام ہی ہے۔ جس میں ایک ایسا انسان پیدا ہوا۔ جس نے خدا تعالےٰ کے مکالمہ کا شرف حاصل ہونے کا دعوےٰ کیا۔ اور دلائل حقہ سے اس دعوےٰ کو ثابت کرکے دکھایا۔ اور وہ انسان حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

”میں اس بات میں صاحب تجربہ ہوں۔ کہ خدا کی وحی اور خدا کا الہام ہرگز اس زمانہ سے منقطع نہیں کیا گیا۔ بلکہ جیسا کہ خدا پہلے بولتا تھا اب بھی بولتا ہے۔ اور جیسا کہ پہلے سنتا تھا اب بھی سنتا ہے۔ یہ نہیں کہ اب وہ صفات قدیمہ اس کی معطل ہوگئی ہیں۔ میں تخمیناً تیس برس سے خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں۔ اور میرے ہاتھ پر اس نے اپنے صدہا نشان دکھائے ہیں۔ جو ہزارہا گواہوں کے مشاہدہ میں آچکے ہیں۔“

(پیغام صلح صفحہ ۶)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہزاروں نشانات جو آپ نے قبل از وقت خدا سے خبر پاکر بیان فرمائے پورے ہو کر آپ کے اس دعوےٰ کی صداقت اور اسلام کی افضلیت کا زندہ گواہ بن چکے ہیں۔ اور آپ کے طفیل اب بھی مکالمہ الہیہ کا سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ آپ کے جانشین اور خلیفہ برحق حضرت امیر المومنین بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو یہ شرف حاصل ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

”سینکڑوں دفعہ مجھ پر اللہ تعالےٰ نے اپنے غیب کو ظاہر فرمایا ہے۔“

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام صفحہ ۱۲۰)

پھر فرمایا کہ ”آپ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی جماعت میں بھی ہزاروں ایسے لوگ ہیں جن سے اللہ تعالےٰ کلام کرتا ہے۔ اور خود مجھ سے ہزاروں مرتبہ اس نے باتیں کی ہیں۔“

(تبلیغ حق لیکچر لائل پور صفحہ ۸۲)

سابق ایڈورڈ ہشتم کو جبکہ وہ شہزادہ ویلز کی حیثیت میں ہندوستان تشریف لائے۔ آپ نے جو کتاب ”تحفۃ“ پیش فرمائی۔ اس میں آپ نے تحریر فرمایا:۔

”اے ہمارے واجب التعظیم بادشاہ کے واجب التعظیم ولی عہد۔ اگر آپ باوجود ان نشانات اور صداقتوں کے جو اوپر مذکور ہوئیں۔ ابھی یہ خیال کریں۔ کہ خدا کے تعلق اور محبت کے معلوم کرنے کے لئے اس وقت بھی کسی نشان کی ضرورت ہے تو ہم آپ کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں۔ کہ آپ اپنے رسوخ سے کام لے کر پادریوں کو تیار کریں۔ جو اپنے مذہب کی سچائی کے اظہار کے لئے بعض مشکل امور کے لئے دعا مانگیں۔ اور بعض ویسے ہی مشکل امور کے لئے جماعت احمدیہ بھی اللہ تعالےٰ کے حضور التجا کرے۔ مثلاً سخت مریضوں کی شفا کے لئے جنکو بذریعہ قرعہ اندازی آپس میں تقسیم کرلیا جائے۔ پھر آپ دیکھیں کہ اللہ تعالےٰ کس کی سنتا ہے۔ اور کس کے مونہہ پر دروازہ بند کردیتا ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کر سکیں۔ اور ہرگز نہ کریں گے۔ کیونکہ ان کے دل محسوس کرتے ہیں۔ کہ خدا کی برکتیں ان سے چھین لی گئی ہیں۔ تو پھر اے شہزادہ آپ سمجھ لیں۔ کہ خدا نے مسیحیت کو چھوڑ دیا ہے۔ اور اسلام کے ساتھ اپنی رحمتیں مخصوص کردی ہیں۔“

(تحفہ شہزادہ ویلز صفحہ ۱۴۲ تا ۱۴۳)

الغرض تمام مذاہب کا یہ بنیادی مسئلہ کہ

ہر ایک مسلمان کے لئے یہی دلیل کافی ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے۔ کہ باوجود اختلاف کے جماعت کا ساتھ نہ چھوڑو۔ اور ایک احمدی کے لئے حضرت مسیح موعود کی مثال موجود ہے۔ کہ آپ نے ایک شیعہ خیال رکھنے والے صاحب کو اپنی جماعت میں شامل فرمایا۔ پس آپ اگر غور کرنا چاہیں۔ تو آپ کی ہدائت کے لئے کافی سامان موجود ہے۔ وما علینا الا البلاغ

محررہ ۷ فروری ۱۹۴۰ء

مسلمانوں کی تعلیمی پستی کے اسباب

اگرچہ اس وقت مسلمان تعلیمی لحاظ سے ترقی کر رہے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ ایک واقعہ ہے کہ وہ اس طرف بہت دیر میں متوجہ ہوئے۔ اس لئے تعلیم جدید کی بدولت برادران وطن ترقی کے جو منازل طے کر چکے ہیں۔ مسلمان ان سے بہت دور ہیں۔ اور اپنی قوم کی اس سست رفتاری کا رونا قریباً ہر لیڈر روتا رہتا ہے۔ اور اسے عام طور پر یہ کہہ کر مولویوں کی پست اور تاریک ذہنیت کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے انگریزی تعلیم کے حصول کو کفر کے مترادف قرار دے کر مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ چنانچہ پنجاب کے وزیر تعلیم نے حال میں پرائمری ایجوکیشن بل پر اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ مسلمانوں کا ایک کثیر حصہ ان مولویوں کی مہربانی سے تعلیم کی روشنی سے محروم رہ گیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ نام نہاد علماء نے مسلمانوں کو دینی لحاظ سے نقصان پہنچانے کے علاوہ دنیوی لحاظ سے بھی بہت نقصان پہنچائے ہیں۔ اور انہوں نے تعلیم جدید سے قوم کو محروم رکھنے کے لئے ایسے لایعنی فتوے ضرور دیئے جن کے نتیجہ میں بہت سے مسلمان اپنی اولادوں کو تعلیم دلانے کی جرأت نہ کر سکے لیکن یہ صحیح نہیں۔ کہ مسلمانوں کی اس تعلیمی پستی اور سست رفتاری کی تمام ذمہ داری ان لوگوں پر ہے۔ بے شک ان لوگوں نے بھی اپنی علمی فرومائیگی اور تنگ خیالی کی وجہ سے ایک طبقہ کو غلط رستہ پر ڈالا۔ اور اس طرح اس کی ہلاکت کا موجب ہوئے۔ سرسید نے مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کے لئے جو جد وجہد شروع کی۔ اس میں اس طبقہ نے جو روکاوٹیں پیدا کیں اور ان لوگوں کی بدولت جس طرح قدم قدم پر ان کے لئے مشکلات پیش آئیں۔ وہ قیامت تک ان مولویوں کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا بن کر چمکتی رہیں گی۔

لیکن باوجود اس کے اس افسوسناک پوزیشن کی تمام ذمہ واری ان مولویوں پر ڈال دینا تاریخی لحاظ سے درست نہیں۔ بعض اور باتیں بھی تھیں جو مسلمانوں کی راہ میں حائل تھیں۔ اور اگر وہ نہ ہوتیں۔ تو گو ایک گروہ پھر بھی ان مولویوں کی گمراہی کا شکار رہتا۔ لیکن سمجھدار طبقہ ضرور ان کی باتوں اور فتووں کو نظر انداز کر دیتا خصوصاً اس صورت میں کہ جہاں تعلیم سے روکنے والے مولوی موجود تھے۔ وہاں بعض مذہبی رہنما اس کے حامی بھی تھے۔ اور مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کرتے رہتے تھے چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز کا فتویٰ یہ تھا کہ ”انگریزی پڑھنا۔ علوم جدیدہ کا حاصل کرنا۔ اسلام کی روایات اور روح کے بالکل مطابق ہے“

(ترجمان القرآن جلد ۱۱ صفحہ ۲۲۱ و ۲۲۲)

بات یہ ہے کہ ابتداء میں جو تعلیمی نظام قائم ہؤا وہ اپنے اندر ایسے نقائص رکھتا تھا۔ کہ مسلمان اس سے مطمئن نہ تھے۔ ابتداء میں تمام مدرسے عیسائی مشنریوں کے ماتحت تھے۔ اور وہ لوگ اپنے مذہب کی تبلیغ نہایت سرگرمی سے کرتے رہتے تھے جس کے نتیجہ میں بعض نوجوان حلقہ بگوش عیسائیت ہو بھی گئے۔ نتیجہ یہ ہؤا کہ دوسرے مسلمان ڈر گئے۔ اور وہ اپنے بچوں کو ان سکولوں میں بھیجنے میں تامل کرنے لگے چنانچہ ۱۸۶۵ء کا واقعہ ہے۔ کہ حیدرآباد سندھ کے ایک سکول میں ایک مسلمان بچہ عیسائی بنا لیا گیا۔ اسوقت اس سکول میں قریباً ۵۰ فیصد مسلمان طالبعلم تھے۔ مگر جب یہ واقعہ ہؤا۔ تو تمام کے تمام مسلمان لڑکے سکول چھوڑ گئے“

(ترجمان القرآن صفحہ ۲۲۱ و ۲۲۲)

اس وقت کے ذمہ دار سرکاری حکام بھی ان باتوں سے آگاہ تھے۔ چنانچہ مدراس گورنمنٹ نے ۱۸۷۳ء میں جو تعلیمی رپورٹ مرتب کی۔ اس میں اس امر کا اعتراف کیا کہ ”موجودہ طرز تعلیم کا قالب ہندوؤں کی ضروریات کے مطابق بنایا گیا تھا۔ اور مسلمانوں کو اس بارے میں گھاٹے میں رکھا گیا تھا۔ اس لئے سکولوں میں مسلمانوں کا کم تعداد میں ہونا حیرت انگیز امر نہیں۔ بلکہ ان حالات میں ان کا وجود ہی حیرت انگیز ہے“ (تاریخ التعلیم از سید محمود صفحہ ۱۵۰)

اسی طرح ۱۳ جون ۱۸۷۳ء کو اسوقت کے وائسرائے ہند نے اپنی ایک رپورٹ میں اس بات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

”مسلمان ان مضامین کے خلاف نہیں ہیں۔ جو گورنمنٹ نے درسگاہوں میں جاری کئے ہیں بلکہ اس نظام کے خلاف ہیں جس کے ذریعہ تعلیم دی جاتی ہے“ (تاریخ التعلیم از سید محمود صفحہ ۱۵۱)

پس مسلمانوں کی تعلیمی پستی کی وجوہ میں سے گو ایک وجہ مولویوں کی فتویٰ بازی بھی ہے۔ لیکن اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اس کا ایک باعث اس وقت کا تعلیمی نظام بھی ضرور تھا۔ مسلمان اس سے مطمئن نہ تھے اس میں ہندوؤں کے مفاد کو مقدم اور مسلمانوں کو مؤخر کیوں رکھا گیا تھا۔ یہ ایک علیحدہ سوال ہے۔ دراصل ابتداء میں ہندوستان پر حکمرانی کے جو اصول وضع کئے گئے وہ اور نوعیت کے تھے۔ اور آج کے خیالات سے بالکل مختلف تھے میجر باسو نے جو تاریخ التعلیم لکھی ہے۔ اس میں صفحہ ۲۰۳ پر اس حقیقت کو کھول کر بیان کیا ہے۔ کہ برطانوی حکومت نے ابتداء میں امریکہ میں اشاعت تعلیم کی طرف زیادہ توجہ کی تھی۔ وہاں کثرت سے سکول اور کالج قائم کئے گئے۔ نتیجہ یہ ہؤا کہ لوگ تعلیم یافتہ ہو کر زیادہ وسیع الخیال ہو گئے۔ اور آخر کار وہ ملک ہی انگریزوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔“ اس تلخ تجربہ کے پیش نظر مالکان ایسٹ انڈیا کمپنی نے ابتداءً یہاں تعلیم پھیلانے میں بہت حد تک پس وپیش کیا۔ اگرچہ بعد میں بعض مجبوریوں کی وجہ سے اسطرف توجہ کرنی پڑی اور جب انجام کار اس طرف توجہ شروع ہوئی تو معلوم ہوتا ہے کہ اس خیال سے۔ کہ مسلمان ماضی قریب میں اس ملک کے حکمران رہ چکے ہیں اور اگر ان میں روشن خیالی اور وسعت نظری پیدا ہو گئی۔ تو یہ انگریزی مفاد کیلئے مضر ہوگی۔ تعلیم کا ایسا نظام تجویز کیا گیا۔ جو ہندوؤں کے لئے زیادہ منفعت بخش اور خوشگوار ثابت ہو سکتا تھا۔

اگرچہ بعد میں جب مسلمانوں میں بھی بیداری پیدا ہونے لگی۔ تو اس پالیسی کو برقرار رکھنا مشکل ہو گیا۔

ابتداء میں ہندوستان میں تعلیم کی بنیاد کن وجوہ پر رکھی گئی۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ کہ اس کے لئے لارڈ میکالے نے ایک سکیم تجویز کی۔ اور اس سوال کو حل کرنے کے لئے کہ یہ تعلیم انگریزی میں دی جائے یا مشرقی زبانوں میں۔ ۷ مارچ ۱۸۳۵ء کو ایک جلسہ ہؤا۔ جس کے صدر لارڈ صاحب موصوف خود تھے۔ اس سوال پر آراء لی گئیں۔ اور دونوں زبانوں میں تعلیم کی حمایت کرنے والوں کی تعداد مساوی تھی۔ مگر لارڈ موصوف نے اپنا کاسٹنگ ووٹ مغربی زبان کی حمایت میں دیا اور اس طرح یہی فیصلہ ہؤا کہ ہندوستان میں ذریعہ تعلیم انگریزی ہو۔ لارڈ موصوف نے اس جلسہ کی جو روئداد قلم بند کی۔ اس میں لکھا کہ:

”ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہیئے جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو۔ اور یہ جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو۔ مگر مذاق۔ رائے۔ الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریزی ہو“

(تاریخ التعلیم از میجر باسو صفحہ ۵۳)

اس سے بھی ظاہر ہے کہ اسوقت کی تعلیمی سکیم میں بعض ایسے پہلو ضرور رکھے گئے تھے۔ جو مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت تھے۔ اور جنکی موجودگی میں وہ اپنے بچوں کو سکولوں میں بھیجتے ہوئے ڈرتے تھے۔ کہ مبادا مذہبی لحاظ سے ان کو نقصان پہنچے۔

اگر محض مولویوں کی مخالفت اس کا باعث ہوتی۔ تو جب سرسید نے کام شروع کیا اسوقت بھی مسلمان انکے ساتھ شامل نہ ہوتے کیونکہ مولوی کہلانیوالے تو اسوقت بھی ان کی راہ میں روڑے اٹکا رہے تھے۔ لیکن سرسید کا اپنے مشن میں کامیاب ہونا۔ اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ مسلمان صرف مولویوں کے بہکانے کی وجہ سے تعلیم سے محروم نہ رہے۔ کیونکہ جب انہوں نے دیکھا کہ ان کی تعلیم کیلئے ایک ایسا نظام قائم ہو رہا ہے جس میں مذہبی لحاظ سے ان کیلئے خطرات بہت کم ہیں۔ تو وہ مولویوں کی شدید مخالفت کے باوجود اسطرف چل پڑے۔

جلسہ خلافت جوبلی کے موقع پر بیعت کرنیوالے اصحاب

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی قوت جاذبہ اور روحانی کشش

اللہ تعالیٰ سلسلہ احمدیہ کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا کر رہا ہے۔ کوئی دن اس مادی دنیا پر اب نہیں چڑھتا جس میں احمدیت کے انوار کا انتشار پہلے سے زیادہ نہیں ہوتا اور کوئی رات ایسی نہیں آتی جس کے جوف کی پُر درد دعائیں اس شجرۂ طیبہ کی ٹھنڈی چھاؤں کے نیچے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں نہ لا رہی ہوں۔ وہ بیج جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس ہاتھوں سے بویا گیا جس کی آبیاری اس نے اپنے آنسوؤں سے کی اور جس کی دیکھ بھال اور نگہداشت کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے ملائکہ مقرر فرمائے۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک مضبوط درخت کی صورت میں ایک عالم کی نگاہوں کو خیرہ کر رہا ہے بدقسمت معاندین نے لاکھ سر پٹکا انہوں نے ایڑی سے لے کر چوٹی تک زور لگایا۔ انہوں نے اپنا روپیہ پانی کی طرح بہایا۔ اور مخالفانہ کوششیں کرتے ہوئے اپنے جگر کا خون کر دیا محض اس لئے کہ نور صداقت عالم کو منور نہ کر سکے اور ظلمت کے پردے نورانی شعاعوں سے چاک نہ ہو جائیں مگر خدا تعالیٰ نے ہدایت کا جو سورج قادیان کی سرزمین سے چڑھایا اس کی کرنیں تاریکیوں کو پھاڑتی چلی جا رہی ہیں اور شپرہ چشم لوگ اب حیران ہیں کہ وہ کہاں جائیں انہی لوگوں میں سے جنہوں نے احمدیت کے استیصال کی انتہائی کوششیں کیں غیر مبائعین کا گروہ بھی ہے لیکن خدا کی طرف سے ان کو قدم قدم پر نامرادی ہوئی اور احمدیت نے روز افزوں ترقی کی اور ترقی کر رہی ہے۔ بعض کہنے والے اپنے آپ کو فاتح قادیان کہا کرتے ہیں لیکن اگر ان میں ایک شمہ بھر بھی دیانت ہے تو وہ آئیں اور اس لسٹ پر ہی نظر دوڑائیں۔ جو ذیل میں ہم جلسہ خلافت جوبلی کے موقع پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت میں شامل ہونے والوں کی درج کر رہے ہیں اور پھر غور کریں کہ فاتح وہ ہیں۔ یا خدا کا مسیح ؑ اور اس کا پاک خلیفہ۔ فتح مند نصیب جرنیل وہی ہے جس کی فوج میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور جو ہر روز اپنے مقابل فریق میں سے کئی لڑنے والوں کو اپنی محبت کے دام میں گرفتار کر کے احمدیت کا دالہ و شیدا بنا رہا ہے قرآن کریم بھی فرماتا ہے۔ افلا یرون انا نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا کہ کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم اپنی جماعت کو روز بروز بڑھا رہے ہیں اور دشمنوں کو روز بروز کم کر رہے ہیں جب یہ نظارہ ان کو نظر آ رہا ہے تو وہ کیوں اس سے یہ نہیں سمجھ جاتے کہ خدائی تائید کس کے ساتھ ہے اور کونسا فریق اس کی نظروں میں غیر مقبول ہے

احمدیت بھی اس معیار کے مطابق بڑھ رہی اور یوماً فیوماً ترقی کر رہی ہے۔ اور اس کا ایک ثبوت وہ فہرست ہے جو درج ذیل کی جاتی ہے اور جو صرف ان لوگوں کے ناموں پر مشتمل ہے جنہوں نے جلسہ خلافت جوبلی کے ایام میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔

نمبر شمار — نام

۱۔ محمد صادق صاحب ضلع ملتان
۲۔ حسن دین صاحب ،، لاہور
۳۔ غوثی محمد صاحب ،، سیالکوٹ
۴۔ سردار محمد صاحب ،، لاہور
۵۔ فضل دین صاحب ،، شیخوپورہ
۶۔ گلزار محمد صاحب ضلع جھنگ
۷۔ رحمت اللہ صاحب ،، سیالکوٹ
۸۔ سید احمد صاحب ،، ،،
۹۔ عالم دین صاحب ،، ،،
۱۰۔ غلام محمد صاحب ،، شیخوپورہ
۱۱۔ اقبال احمد صاحب ،، کمالپور
۱۲۔ محمد حسین صاحب ضلع لاہور
۱۳۔ عبد الحق صاحب ،، سیالکوٹ
۱۴۔ عباس خان صاحب ،، جہلم
۱۵۔ محمد اسمٰعیل صاحب ،، ،،
۱۶۔ میاں آصف علی صاحب ،، سیالکوٹ
۱۷۔ دین محمد صاحب ،، گورداسپور
۱۸۔ سید بشیر احمد صاحب ،، لاہور
۱۹۔ رحیم بخش صاحب ،، سیالکوٹ
۲۰۔ رحمت صاحب ،، شیخوپورہ
۲۱۔ چوہدری محمد علی صاحب ،، سیالکوٹ
۲۲۔ طفیل محمد صاحب ،، ،،
۲۳۔ سرور خان صاحب ،، راولپنڈی
۲۴۔ شریف احمد صاحب ،، سیالکوٹ
۲۵۔ محمد اسمٰعیل صاحب ،، شاہپور
۲۶۔ کریم داد صاحب ،، سیالکوٹ
۲۷۔ مستری مہر دین صاحب ،، ،،
۲۸۔ ناظر خان صاحب
۲۹۔ اللہ دتا صاحب ،، لائل پور
۳۰۔ بشیر محمد صاحب ،، جھنگ
۳۱۔ سلطان محمد صاحب ،، شیخوپورہ
۳۲۔ محمد عبد اللہ صاحب ،، گورداسپور
۳۳۔ محمد عمر صاحب ،، جہلم
۳۴۔ محمد حسین صاحب ،، گورداسپور
۳۵۔ محمد شریف صاحب ،، ،،
۳۶۔ عبد الحمید صاحب ،، کوہاٹ
۳۷۔ محمد عبد اللہ صاحب ،، بہاول نگر
۳۸۔ فقیر حسین صاحب ،، سیالکوٹ
۳۹۔ سجاول صاحب ،، گوجرانوالہ
۴۰۔ محمد اسمٰعیل صاحب ،، گورداسپور
۴۱۔ محمد جان صاحب ،، ،،
۴۲۔ غلام محی الدین صاحب ،، شاہپور
۴۳۔ اللہ دتا صاحب ،، گوجرانوالہ
۴۴۔ محمد ابراہیم صاحب ،، سیالکوٹ
۴۵۔ محمد الدین صاحب ،، ،،
۴۶۔ غلام رسول صاحب ،، گورداسپور
۴۷۔ نظام الدین صاحب ،، سیالکوٹ
۴۸۔ چوہدری جلال الدین صاحب ،، ،،
۴۹۔ بشیر محمد صاحب ،، گوجرانوالہ
۵۰۔ رحمت صاحب ،، بہاول نگر
۵۱۔ محمد شفیع صاحب ،، ،،
۵۲۔ چوہدری رحمت خان صاحب
۵۳۔ رحمت اللہ صاحب ضلع لائل پور
۵۴۔ شاہ احمد صاحب ،، سرگودہا
۵۵۔ غلام محمد صاحب ضلع گجرات
۵۶۔ عبد العزیز صاحب ،، لاہور
۵۷۔ سردار محمد صاحب ،، سرگودہا
۵۸۔ تاج محمد صاحب ،، گوجرانوالہ
۵۹۔ حاتم علی صاحب ولد نبی بخش صاحب ،، سرگودہا
۶۰۔ تاج الدین صاحب ،، گجرات
۶۱۔ شاکر علی صاحب ،، لکھنؤ
۶۲۔ حاتم علی صاحب ولد سلطان علی صاحب ،، سرگودہا
۶۳۔ خلیق احمد صاحب ،، بریلی
۶۴۔ محمد حسین صاحب ،، سرگودہا
۶۵۔ رحما صاحب ،، ،،
۶۶۔ اسرار احمد صاحب ،، مراد آباد
۶۷۔ شرافت احمد صاحب ،، ،،
۶۸۔ شدھو صاحب ،، ،،
۶۹۔ ریاست احمد صاحب ،، ،،
۷۰۔ عبد اللہ صاحب ،، ،،
۷۱۔ عبد اللطیف صاحب ،، ،،
۷۲۔ بوٹا صاحب ،، گجرات
۷۳۔ فضل الکریم صاحب ،، ،،
۷۴۔ عبد الحمید صاحب ،، لائل پور
۷۵۔ محمد شفیع صاحب ،، امرتسر
۷۶۔ جلال خان صاحب ،، گجرات
۷۷۔ نثار احمد صاحب ،، کمالپور
۷۸۔ عبد الحق صاحب ،، گورداسپور
۷۹۔ شیخ فضل دین صاحب ،، ،،
۸۰۔ خان صاحب ،، گجرات
۸۱۔ غلام رسول صاحب ،، گورداسپور
۸۲۔ فیض احمد صاحب ،، گجرات
۸۳۔ عبد القیوم صاحب ،، مردان
۸۴۔ دین محمد صاحب ،، گورداسپور
۸۵۔ محمد اکبر صاحب ،، سرگودہا
۸۶۔ رحمت اللہ صاحب ،، سیالکوٹ
۸۷۔ جلال الدین صاحب ،، گجرات
۸۸۔ غلام رسول صاحب ،، بہاول نگر
۸۹۔ نواب دین صاحب ،، گجرات
۹۰۔ اللہ دین صاحب ،، سرگودہا
۹۱۔ صالح محمد صاحب ،، ،،
۹۲۔ سردار محمد صاحب ،، ،،
۹۳۔ غلام محمد صاحب ،، لائل پور
۹۴۔ مولا بخش صاحب ،، سرگودہا
۹۵۔ محمد امیر صاحب ،، ،،
۹۶۔ اللہ بخش صاحب ،، بجنور
۹۷۔ محمد شفیع صاحب ،، سرگودہا

(باقی آئندہ)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچ ہزاری الٰہی فوج

(فہرست نمبر ۱)

نمبر شمار	نام	سال اول	دوم	سوم	چہارم	پنجم
۱۲۱۷	عبدالقدیر صاحب جمشید پور	۵	۵/۱	۱۰/۲	۵/۳	۵/۴
۱۲۱۸	عبدالمجید صاحب 〃	۵	۵/۱	۵/۲	۵	۵
۱۲۱۹	ماسٹر فیروز الدین صاحب خاکی 〃	۵	۶	۱۲	۱۵	۲۰
۱۲۲۰	عزیز اللہ صاحب 〃	۵	۶	۶/۱	۶/۲	۶/۳
۱۲۲۱	سید عبدالقیوم صاحب 〃	۵	۱۰/۲	۵/۴	۵/۸	۶
۱۲۲۲	ماسٹر محمد بشیر صاحب چغتائی 〃	۵	۶	۱۲	۱۵	۱۲
۱۲۲۳	ایس۔ایم ظفیر صاحب 〃	۱۰	۱۰/۱	۱۰/۲	۱۰/۳	۱۰/۴
۱۲۲۴	اہلیہ صاحبہ 〃 〃 〃	۵	۵/۱	۵/۲	۵/۳	۵/۴
۱۲۲۵	مولوی سید ضیاء الحق صاحب سونگڑہ	۱۰۰	۱۱۰	۱۲۰	۱۰۰	۱۱۰
۱۲۲۶	〃 〃 فیاض الدین صاحب 〃	۶۰	۹۰	۱۰۰	۶۰	۷۲
۱۲۲۷	سید عبدالوہاب صاحب 〃	۵	۵	۵/۸	۵	۵
۱۲۲۸	سید غلام محمد صاحب 〃	۵	۶	۶/۴	۵	۵/۵
۱۲۲۹	یوسف علی خان صاحب 〃	۵	۵/۱	۶	۵	۵/۴
۱۲۳۰	سید ضیاء الدین صاحب 〃	۱۰	۵	۵/۴	۵	۵/۱
۱۲۳۱	مبارک النساء عرف نذیرن 〃	۵	۶	۷/۴	۸	۹
۱۲۳۲	سید ابوالحسن صاحب 〃	۵	۵	۵/۸	۶	۵/۲
۱۲۳۳	شفقت النساء صاحبہ 〃	۵	۵	۵	۵	۵
۱۲۳۴	سید عبدالحکیم صاحب 〃	〃	〃	〃	〃	〃
۱۲۳۵	امۃ الرحمٰن صاحبہ 〃	۱۰	۱۱	۱۳	۱۰	۱۵
۱۲۳۶	سید اختر الدین صاحب 〃	۵	۶	۷	۶	۶/۴
۱۲۳۷	فضیلت النساء صاحبہ 〃	۵	۵	۵/۸	۵	۵
۱۲۳۸	سید غلام رسول صاحب 〃	۴۲	۵	۵	۵	۵/۴
۱۲۳۹	مولوی ایم۔اے ابن بہاء الحق صاحب کلکتہ	۵	۱۰	۱۲	۱۴	۱۵
۱۲۴۰	بابو محمد رفیق صاحب 〃	۳۰	۴۰	۴۵	۳۰	۴۰
۱۲۴۱	میاں دوست محمد صاحب 〃	۵	۱۰	۱۵	۱۰	۱۰/۱
۱۲۴۲	محمد حسین صاحب 〃	۳۰	۱۰۰	۲۰۰	۱۳۵	۱۲۵
۱۲۴۳	سید بدر الدین احمد صاحب 〃	۵	۵/۱	۵/۲	۵/۳	۵/۸
۱۲۴۴	چوہدری مظفر الدین صاحب ڈھاکہ	۵	۱۰/۴	۱۰/۸	۱۱	۱۱/۱۲
۱۲۴۵	اہلیہ صاحبہ 〃 〃 〃	۵	۱۰	۱۰/۲	۱۰/۴	۱۰/۸
۱۲۴۶	مولوی عبدالسبحان صاحب رنگپور	۳۰	۱۰	۳۶	۳۷	۳۸
۱۲۴۷	خانصاحب مولوی مبارک علی صاحب ڈھاکہ	۱۰۰	۲۲۰	۲۵۰	۱۲۰	۱۲۱
۱۲۴۸	مسعودہ خاتون صاحبہ 〃	۵	۵/۲	۵/۴	۵/۶	۵/۸
۱۲۴۹	حشمت جہاں بیگم اہلیہ رفیق علی صاحب راجشاہی	۵	۶	۱۰	۱۵	۱۵
۱۲۵۰	فیض عالم خان صاحب راجشاہی	۵	۶ پائی	۷ پائی	۸ پائی	۱۰
۱۲۵۱	اہلیہ صاحبہ 〃 〃 〃	۵	۵/۳	۵/۶	۵/۹	۵/۱
۱۲۵۲	عبداللطیف صاحب لودی	۵	۱۰	۱۰/۴	۱۰/۸	۱۱
۱۱۵۳	ملک عبداللہ خان صاحب بیرہ	۱۰	۳۰	۵۰	۶۰	۷۰
۱۲۵۴	نیک عالم صاحب کھنہ	۳۰	۳۰	۳۰	۳۵	۳۲
۱۱۵۵	میاں محمد افضل صاحب ڈلہ	۱۰۰	۱۱۰	۱۱۵	۱۱۶	۱۱۷
۱۲۵۶	ماسٹر اے تیجہ مارکا صاحب رنگون	۳۰	۵۱	۵۵	۶۰	۶۵
۱۲۵۷	ڈاکٹر فیروز الدین صاحب جدہ	۱۰	۲۴	۳۲	۱۴۰	۱۴۱
۱۲۵۸	ای احمد صاحب ساتان کولم	۵	۵	۷	۵	۶
۱۲۵۹	خلیل الرحمٰن صاحب انڈمان	۵۰	۳۰	۳۵	۴۰	۱۶
۱۲۶۰	اہلیہ صاحبہ 〃	۹/۴	۲۰	۲۲	۹/۴	۵
۱۲۶۱	محمود الحسن صاحب آئی سی ایس سرود	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۴۵۰
۱۲۶۲	اہلیہ صاحبہ 〃 〃 〃 〃	۳۰	۲۵	۲۶	۲۷	۳۰
۱۲۶۳	ایس۔ایم۔اے ساتان کولم	۵	۵	۵	۵	۵
۱۲۶۴	سید عبدالرسول صاحب مدراس	〃	〃	〃	〃	۱۰
۱۲۶۵	حکیم محمد سعید صاحب 〃	〃	〃	〃	۲۵	۲۰
۱۲۶۶	علی محی الدین صاحب 〃	〃	〃	〃	۱۰	۵
۱۲۶۷	ڈاکٹر عطاء الدین صاحب بمبئی	۱۰۰	۵۷	۶۷	۶۰	۷۰
۱۲۶۸	ڈاکٹر محمد حسین صاحب ساگر	۵	۳۰	۵۶	۷۵	۷۶/۴
۱۲۶۹	سید عبدالحسنین صاحب کلوبہ بمبئی	۵	۱۰	۱۵	۲۰	۲۸
۱۲۷۰	مولوی عبدالقادر صاحب مبلغ قادیان	۲۵	۳۰	۵۵	۳۰	۳۰/۴
۱۲۷۱	مولوی نعمت اللہ 〃 〃 〃	۵	۴۰	۴۱	۲۵/۴	۳۵/۸
۱۲۷۲	〃 محمد اعظم صاحب بوتالوی 〃	۵	۶	۷	۷	۵/۴
۱۲۷۳	〃 مولوی عبدالمغنی خانصاحب 〃	۱۲۰	۱۸۰	۲۴۰	۲۵۰	۳۰۰
۱۲۷۴	〃 ظہور حسین صاحب 〃	۳۰	۳۵	۴۰	۴۰	۴۰/۲
۱۲۷۵	〃 ابوالعطاء صاحب جالندھری	۵	۲۷	۳۵	۴۰	۴۲
۱۲۷۶	مرزا برکت علی صاحب قادیان	۱۵	۲۰	۲۵	۲۰	۲/۱۳
۱۲۷۷	مولوی محمد حسین صاحب معہ اہلیہ 〃	۱۰	۱۵	۱۱/۱۲	۱۰	۱۱
۱۲۷۸	چوہدری برکت علی خانصاحب 〃	۴۰	۴۵	۵۰	۴۰	۴۵
۱۲۷۹	〃 ظہور احمد صاحب قادیان	۱۰	۲۳	۳۲	۱۶	۱۸
۱۲۸۰	اہلیہ صاحبہ 〃 〃 〃 〃	۵	۷	۸	۶	۷
۱۲۸۱	منشی امام الدین صاحب 〃 〃	۲۰	۳۰	۴۵	۲۰	۲۱
۱۲۸۲	میاں محمد اسمٰعیل صاحب 〃	۵	۵/۴	۵/۸	۵/۱۰	۱۰
۱۲۸۳	چوہدری نور احمد خان صاحب 〃	۷	۷/۵	۱۱/۱۴	۷	۷/۱
۱۲۸۴	منشی عطاء محمد صاحب مقبرہ بہشتی	۵	۵/۱	۵/۲	۵/۳	۵/۴
۱۲۸۵	اہلیہ صاحبہ 〃 〃 〃	۱۰	۱۱	۱۲	۱۰	۱۰/۱
۱۲۸۶	مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری	۳۰	۴۰	۴۲	۳۰	۳۲
۱۲۸۷	〃 مولوی محمد شہزادہ صاحب قادیان	۵	۱۰	۲۵	۳۰	۳۱
۱۲۸۸	ملک محمد عبداللہ صاحب 〃	۵	۱۰	۱۱	۵	۵/۴
۱۲۸۹	عبدالمجید صاحب دفتر الفضل	۵	۱	۲۱	۱۵	۱۳
۱۲۹۰	صوفی محمد ابراہیم صاحب ہائی سکول	۱۰	۱۵	۳۰	۲۵	۳۰
۱۲۹۱	ماسٹر علی محمد صاحب بی اے بی ٹی ہائی سکول	۳۰	۳۵	۶۰	۳۰	۱۴۰
۱۱۹۲	ماسٹر نذیر احمد صاحب رحمانی 〃	۵	۷	۱۲	۵	۱۳
۱۲۹۳	قاضی محمد عبداللہ صاحب 〃	۱۲۰	۲۴۰	۲۵۲	۱۲۵	۱۳۵
۱۲۹۴	استانی امۃ العزیز عائشہ 〃	۲۰	۳۰	۳۵	۲۰	۲۲/۸
۱۲۹۵	〃 صفیہ بیگم صاحبہ 〃	۱۵	۲۰	۳۰	۲۰	۳۰/۵
۱۲۹۶	مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر 〃	۵	۵/۸	۶	۶/۴	۶/۸
۱۲۹۷	منشی عطاء الرحمٰن صاحب کلرک ریسرچ	۵	۵/۱	۵/۲	۵/۳	۵/۴
۱۲۹۸	مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور	۳۰	۳۱	۳۲	۳۰	۳۱
۱۲۹۹	سعید احمد صاحب فاروقی قادیان	۵	۶	۱۲	۵	۷
۱۳۰۰	عبدالرحمٰن صاحب کپورتھلہ	۵	۵/۸	۱۵	۲۵	۱۰
۱۳۰۱	چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر مجاہد تحریک	۵	۵/۸	۶۰	۱۲	۱۴
۱۳۰۲	مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالوی	۳۰	۱۲	۲۰	۲۵	۲۶
۱۳۰۳	اہلیہ صاحبہ 〃 〃 〃	۵	۵/۴	۶	۶/۲	۶/۴
۱۳۰۴	مختار احمد صاحب ہاشمی دارالرحمت	۵	۵/۱	۵/۲	۵/۳	۷
۱۳۰۵	بابو غلام حیدر صاحب پنشنر 〃	۵	۶	۹/۶	۱۰	۱۰/۸
۱۳۰۶	میاں عبدالمجید صاحب دوکاندار	۱۰	۱۰	۱۵	۱۰	
۱۳۰۷	مستری اللہ بخش صاحب 〃	۵	۱۰	۱۱	۵	۶
۱۳۰۸	حکیم رحمت اللہ صاحب 〃	۵	۱۵	۱۰	۵	۶
۱۳۰۹	شیخ اللہ بخش صاحب بزاز 〃	۵	۵	۵	۵	۵/۸
۱۳۱۰	ملک نادر خان صاحب 〃	۵	۵/۱	۵/۲	۵	۵/۱
۱۳۱۱	ملک غلام حسین صاحب 〃	۱۰	۱۱	۱۱	۵	۵/۱
۱۳۱۲	مستری محمد یعقوب صاحب 〃	۵	۱۰	۱۰	۵	۵/۴
۱۳۱۳	چوہدری عبدالمنان خانصاحب کریام	۱۰	۱۰	۱۰	۵	۶
۱۳۱۴	قریشی محمد شفیع صاحب اوورسیر میانوالی	۱۵	۲۵	۳۵	۱۵/۴	۱۵/۸
۱۳۱۵	چوہدری عبدالجلیل خانصاحب مرنگ	۱۰۰	۱۰۵	۱۱۰	۴۰	۴۵
۱۳۱۶	چوہدری مبارک علی صاحب 〃		۱	۹	-	۶
۱۳۱۷	سید ولایت شاہ صاحب 〃	۱۰	۱۵	۱۶	۱۰	۱۰/۴
۱۳۱۸	بابو محمد امیر صاحب دارالعلوم	۱۵۰	۱۶۰	۱۷۰	۵۰	۵۱/۸
۱۳۱۹	مرزا عبدالرؤف صاحب 〃	۵	۹/۸	۱۰	۱۰	۱۱
۱۳۲۰	اہلیہ صاحبہ 〃 〃 〃	۵	۵/۸	۶	۵	۵/۸
۱۳۲۱	علی گوہر صاحب 〃	۵	۵	۵		۵
۱۳۲۲	مرزا عبدالکریم صاحب 〃	۵	۲	۱۲	۱۲/۴	۱۲/۸
۱۳۲۳	ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب 〃	۱۴۰	۱۶۰	۱۷۰	۱۸۰	۴۱۵
۱۳۲۴	خان بہادر غلام محمد صاحب مسجد فضل	۲۱۰	۲۲۰	۲۳۰	۲۳۰	۲۳۱
۱۳۲۵	ڈاکٹر نعمت خان صاحب دارالفضل	۵	۶/۱	۶/۲	۶	۶/۳
۱۳۲۶	چوہدری حاکم الدین صاحب 〃	۳۵		۳۵	۳۵	۳۶
۱۳۲۷	مرزا قدرت اللہ صاحب 〃	۵۰	۷۰	۱۵	۱۰	۱۰/۴

(باقی)